ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
18
www.tanzeem.org
25 رجب تا 2 شعبان المعظم 1437ھ/ 3 تا 9 مئی 2016ء

دنیا کو مقابلہ آرائی کا مرکز نہ بنائیں

اسلام نے اس سے خبردار کیا ہے کہ دُنیا مقابلہ آرائی اور تنافس کی آماجگاہ اور مرکز بن جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”بخدا میں تمہاری مفلسی سے نہیں ڈرتا البتہ اس بات سے ڈرتا ہوں کہ دُنیا تمہارے سامنے اپنی نعمتیں پھیلا دے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر پھیلائی تھیں اور تم بھی پہلے لوگوں کی طرح ان کے حصول میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرو اور پچھلے لوگوں کی طرح وہ تمہیں بھی ہلاک کر دے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے وضاحت فرمائی ہے کہ دنیا کی حرص، اس کی طمع، اس سے دلچسپی اور اس کے لئے زندگی کو وقف کر دینے کی بیماری پیدا کر دیتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: جس شخص کی نظر میں دُنیا سب سے زیادہ اہم ہو جائے اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں، اللہ تعالیٰ اس کے دل میں چار خصلتیں پیوست کر دیتا ہے: (1) کبھی نہ ختم ہونے والی خواہش اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے۔ (2) کبھی نہ ختم ہونے والے کام میں وہ مشغول رہتا ہے۔ (3) ایسی محتاجی اسے لاحق ہو جاتی ہے کہ کبھی اس کے اندر غنا نہیں پیدا ہو پاتا۔ (4) اس کی اُمیدوں اور تمناؤں کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔“ (طبرانی)

تحریک اسلامی
استاد فتحی یکن

اس شمارے میں

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں......

تذکیر بالقرآن
سورۃ المرسلات کی آیات کی روشنی میں

......کل وہ بھرنا ہے

امریکہ بھارت معاہدے،
پانامہ لیکس اور چھوٹو گینگ

نبی مکرم ﷺ
بحیثیت......مثالی شوہر

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

فانی دنیا کی زیب و زینت

الھدیٰ (704)

ڈاکٹر اسرار احمد

سُورۃُ الکَھف ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ آیات ، :

اِنَّا جَعَلۡنَا مَا عَلَی الۡاَرۡضِ زِیۡنَۃً لَّہَا لِنَبۡلُوَہُمۡ اَیُّہُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ﴿۷﴾ وَ اِنَّا لَجٰعِلُوۡنَ مَا عَلَیۡہَا صَعِیۡدًا جُرُزًا ﴿۸﴾

آیت ۷ ﴿اِنَّا جَعَلۡنَا مَا عَلَی الۡاَرۡضِ زِیۡنَۃً لَّہَا﴾ ’’یقیناً ہم نے بنا دیا ہے جو کچھ زمین پر ہے اسے اس کا بناؤ سنگھار‘‘

دُنیوی آرائش و زیبائش کا موضوع اس سورت کے مضامین کا عمود ہے۔ یعنی دنیا کی رونق‘ چمک دمک اور زیب و زینت میں انسان اس قدر کھو جاتا ہے کہ آخرت کا اسے بالکل خیال ہی نہیں رہتا۔

﴿لِنَبۡلُوَہُمۡ اَیُّہُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ﴿۷﴾﴾ ’’تاکہ انہیں ہم آزمائیں کہ ان میں کون بہتر ہے عمل میں۔‘‘

دُنیا کے یہ ظاہری ٹھاٹھ باٹھ دراصل انسان کی آزمائش کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ ایک طرف دنیا کی یہ سب دلچسپیاں اور رنگینیاں ہیں اور دوسری طرف اللہ اور اس کے احکام ہیں۔ انسان کے سامنے یہ دونوں راستے کھلے چھوڑ کر دراصل یہ دیکھنا مقصود ہے کہ وہ ان میں سے کس کا انتخاب کرتا ہے۔ دنیا کی رنگینیوں میں کھو جاتا ہے یا اپنے خالق و مالک کو پہچانتے ہوئے اس کے احکام کی تعمیل کو اپنی زندگی کا اصل مقصود سمجھتا ہے۔

اب اگر انسان کو اس دنیا کی ظاہری روشنی اور چمک اپنی طرف کھینچ لے گئی تو وہ ﴿فَقَدۡ خَسِرَ خُسۡرَانًا مُّبِیۡنًا ﴿۱۱۹﴾﴾ (النساء) کے مصداق تباہ و برباد ہو گیا اور جو اس کی ظاہری اور وقتی چکا چوند کو نظر انداز کر کے حسن ازلی اور اللہ کے جلال و کمال کی طرف متوجہ ہو گیا وہ حقیقی کامیابی اور دائمی نعمتوں کا مستحق ٹھہرا۔

آیت ۸ ﴿وَ اِنَّا لَجٰعِلُوۡنَ مَا عَلَیۡہَا صَعِیۡدًا جُرُزًا ﴿۸﴾﴾ ’’اور یقیناً ہم بنا کر رکھ دیں گے جو کچھ اس (زمین) پر ہے اسے ایک چٹیل میدان۔‘‘

قیامت برپا ہونے کے بعد اس زمین کی تمام آرائش و زیبائش ختم کر کے اسے ایک صاف ہموار میدان میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ نہ پہاڑ اور سمندر باقی رہیں گے اور نہ یہ حسین و دلکش عمارات۔ اس وقت زمین کی سطح ایک ایسے کھیت کا منظر پیش کر رہی ہو گی جس کی فصل کٹ چکی ہو اور اس میں صرف بچا کھچا سوکھا چورا اِدھر اُدھر بکھرا پڑا ہو۔

فرمان نبویؐ

دنیا سے محبت کا انجام

عَنۡ أَبِی مُوسیٰ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: ((مَنۡ اَحَبَّ دُنۡیَاہُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِہٖ وَمَنۡ اَحَبَّ اٰخِرَتَہٗ اَضَرَّ بِدُنۡیَاہُ فَاٰثِرُوۡا مَا یَبۡقٰی عَلٰی مَا یَفۡنٰی)) (مشکوٰۃ)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو شخص دنیا سے پیار کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو ضرور نقصان پہنچاتا ہے اور جو شخص آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو ضرور بگاڑتا ہے۔ لوگو! دائمی کو عارضی پر ترجیح دو۔‘‘

تشریح: دنیا فانی ہے، اس جہانِ رنگ و بو میں پیدا ہونے والا انسان آخر کتنی عمر پاتا ہے؟ آخرت کی زندگی دائمی ہے۔ اس کی نعمتیں لازوال اور ابدی ہیں وہاں کسی پر موت نہ آئے گی۔ جو لوگ دنیا کی چند روزہ زندگی میں ہر طرح کے مادی فائدے اور عیش و آرام کے اسباب مہیا کر لیتے ہیں وہ آخرت میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور جن کی تگ و دو کا ہدف اللہ کے لیے جینا ہے اور آخرت کی زندگی میں کامیاب ہونا ہے، وہی اصل کامیاب ہیں۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
25 رجب تا 2 شعبان المعظم 1437ھ جلد 25
3 تا 9 مئی 2016ء شمارہ 18
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرون ملک......450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ ''کوئی باشعور شہری سیاست سے الگ نہیں رہ سکتا۔'' البتہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہر شہری کے لیے یہ ممکن نہیں ہوتا یا اُس کو دلچسپی نہیں ہوتی کہ وہ عملی سیاست میں حصہ لے۔ لہٰذا ایسا شہری نظری سیاست تک محدود رہتا ہے اور اپنے خیالات ونظریات کا اظہار وہ نجی محفلوں میں کرتا رہتا ہے۔ البتہ اقامت دین کی جدوجہد کرنے والی کسی جماعت کے رکن کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ عملی سیاست سے خود کو مکمل طور پر الگ تھلگ رکھے۔ اِس لیے کہ اقامت دین کی جدوجہد غیر سیاسی ہو ہی نہیں سکتی۔ آپ کو یہ جدوجہد کسی آباد خطۂ زمین میں کرنا ہے۔ جنگل یا صحرا میں نہیں کرنا۔ اُس بستی کے مکینوں سے آپ نے رابطہ کرنا ہے۔ یہ لوگ پہلے ہی کسی نہ کسی نظام میں بندھے ہوئے ہیں۔ قرآن کا پیغام یہ ہے کہ صرف اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔ آپ لوگوں کو اللہ کے ناپسندیدہ نظام سے الگ کر کے اُس کے پسندیدہ نظام میں لانا چاہتے ہیں۔ آپ دعوت اور مجادلہ سے لے کر مزاحمت تک جو کچھ کریں گے یہ سیاست ہے۔ دین کو بالفعل قائم کرنے کے لیے قوت کی ضرورت ہے۔ یہ قوت اِس لیے درکار ہے کہ مقتدر لوگوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ دین کو نافذ کریں وگرنہ راستہ سے ہٹ جائیں تاکہ دین نافذ کیا جا سکے۔ کیا یہ سب کچھ عملی سیاست میں فعال حصہ لیے بغیر ممکن ہے؟ فرق صرف یہ ہے اور یہ فرق بہت بڑا فرق ہے کہ قوتِ نافذہ حاصل کرنے کے لیے لائحہ عمل کون سا اختیار کرنا ہوگا؟ ہم سمجھتے ہیں کہ جس نظام کو آپ اللہ کا ناپسندیدہ نظام قرار دے رہے ہیں اور اُس کو بدلنا چاہتے ہیں، اُسی نظام کے تحت کسی لائحہ عمل کو اختیار کر کے قوت حاصل کرنے کی کوشش کرنا اور یہ سمجھنا کہ اِس سے باطل نظام کو ختم کیا جا سکے گا، احمقوں کی جنت میں رہنا ہے۔ مثلاً آج ہم پر سرمایہ دارانہ نظام اور جمہوری طرزِ حکومت مسلط ہے جو دینِ متین اسلام سے کوسوں دور ہی نہیں بلکہ اُس سے متضاد نظام ہے۔

جمہوری طرزِ حکومت میں انتخابات اور انتخابی عمل کو وہی حیثیت حاصل ہے جو کسی جسم میں جان کی حیثیت ہوتی ہے۔ لہٰذا سرمایہ دارانہ نظام کو ختم کرنے اور دینِ اسلام کو قائم کرنے والی جماعت اگر اِسی سرمایہ دارانہ نظام کے تحت کسی بھی نوعیت کے انتخابی عمل میں حصہ لیتی ہے تو گویا خودکشی کا ارتکاب کرتی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ پاکستان جیسے ملک میں جس کی آبادی کی عظیم اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے، یہاں اگر کوئی جماعت اسلام کے عادلانہ نظام کو قائم اور نافذ کرنا چاہتی ہے تو اُس کے لیے نظری ہی نہیں عملی سیاست میں بھی حصہ لینا ناگزیر ہے۔ البتہ انتخابی سیاست سے اپنا دامن بچانا بھی اُسی قدر لازم ہے۔ ایسی جماعت کو صرف اور صرف انقلابی سیاست کرنا ہوگی۔

بعض اسلامی جماعتوں کے کارکن یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ نظام بدلنے کی جدوجہد اور رائج نظام میں انتخابات میں حصہ لینے کو پہلو بہ پہلو اپنایا جا سکتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سوچ ہی اپنے پاؤں پر کلہاڑا مارنے کے مترادف ہے۔ ہم بحث میں نہیں پڑتے اِس لیے کہ بحث وتمحیص سے نتائج برآمد ہونا بہت مشکل ہے۔ ہم انقلابی منشور رکھنے والی اسلامی جماعتوں کی معاشرہ میں حیثیت اور ریاستی اداروں پر اثر انداز ہونے کی قوت کا ماضی اور حال کا تقابلی جائزہ لیتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ یہ سٹریٹیجی اپنانے کے بعد اِن اسلامی

جماعتوں کے گراف نے بلندی کا رخ کیا یا پستی کی طرف سفر طے کیا۔

آیئے پہلے جماعت اسلامی کا جائزہ لیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ 1951ء سے لے کر 2013ء تک ملک میں جتنے بھی عام انتخابات یا بلدیاتی انتخابات ہوئے ہیں کوئی اسلامی جماعت بھی اِس پوزیشن میں نہ تھی کہ وہ سولو فلائٹ سے نہ صرف یہ کہ انتخابات جیت سکتی بلکہ اسمبلیوں میں اتنی نشستیں ہی حاصل کر سکتی کہ کوئی موثر رول ادا کرنے کی پوزیشن میں ہوتی۔ البتہ یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ ماضی میں جماعت اسلامی کی یہ پوزیشن تھی کہ دائیں بازو کی سیاسی جماعتیں انتخابات کے دنوں میں یہ خواہش رکھتی تھیں کہ اُنہیں جماعت اسلامی کی حمایت حاصل ہو جائے یا جماعت اسلامی اُن سے انتخابی اتحاد بنا لے۔ لیکن 2013ء کے انتخابات میں ہم نے دیکھا کہ مسلم لیگ (ن) اور تحریک انصاف دونوں نے جماعت اسلامی کے قریب آنے سے گریز کیا۔ اِس لیے کہ یہ سیاسی جماعتیں اب یہ تصور رکھتی ہیں کہ جماعت اسلامی کے ووٹرز اب نتائج پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ جماعت اسلامی کو دوسرا بہت بڑا نقصان یہ ہوا کہ اُن کے بارے میں یہ تاثر تھا اور یقیناً یہ تاثر درست تھا کہ اگرچہ جماعت اسلامی بہت بڑا ووٹ بنک نہیں رکھتی لیکن احتجاج کے حوالہ سے اور مزاحمت کے لیے اُن کے پاس زبردست سٹریٹ پاور ہے۔ بدقسمتی سے یہ سٹریٹ پاور بھی اب نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ انتخابی سیاست میں حصہ لینے سے جماعت اسلامی نے سٹریٹ پاور بھی کھو دی۔ اِس لیے کہ اب مزاج مکمل طور پر انتخابی ہے۔ اب تربیت انقلابی اور مزاحمتی نہیں بلکہ ووٹروں کو گھروں سے لانے اور انتخابی جلسوں میں جیتے ہی جیتے کے نعرے لگانے کی ہے۔ اسلامی روایات پر انتخابی روایات کی ترجیح صاف نظر آتی ہے۔ اس سے دینی جذبہ کو شدید زک پہنچی جس سے ایثار اور قربانی کا جذبہ ماند پڑ گیا۔ اب لاٹھی چارج سے ہڈیاں تڑوانے کی ہمت باقی نہیں رہی۔ گویا انتخابات میں حصہ لینے سے دوہرا نقصان ہوا، نہ اسمبلیوں میں نشستیں ملیں نہ حکومت کو گھورنے والی آنکھوں میں کوئی اثر باقی رہا ہے۔ اب حکومتی جواب یہ ہے کہ یہ بازو ہمارے آزمائے ہوئے ہیں۔

جماعت اسلامی کے علاوہ باقی تمام اسلامی جماعتیں مسلک کی بنیاد پر ہیں۔ جماعت اسلامی کے دیکھا دیکھی یہ جماعتیں بھی انتخابی میدان میں کود گئیں۔ اب سب کا اسلام اپنا اپنا تھا۔ ایک اسلامی منشور سے دوسرا اسلامی منشور کچھ نہ کچھ مختلف ہوگا تو آپ کسی کو اپنی طرف کیسے متوجہ کر سکیں گے؟ لہٰذا اس تیرے اور میرے اسلام نے فرقہ واریت میں گہرائی پیدا کر دی۔ جس سے اسلامی جماعتوں کی بحیثیت مجموعی پوزیشن کمزور ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سیکولرازم نے دانت دکھانے شروع کر دیئے۔ سیکولر عناصر کی ہمتیں بڑھ گئیں اور اُنہوں نے بڑھ بڑھ کر اسلامی روایات اور اسلامی شعائر کا مذاق اُڑانا شروع کر دیا۔ مثلاً پاکستان کے نام سے اسلام کو خارج کیا جائے، توہین رسالت کے قانون 295C کو ختم کیا جائے۔ مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کی شق آئین سے خارج کی جائے۔ اِس قسم کے مطالبات سامنے آنے شروع ہو گئے۔ مسلم لیگ (ن) جیسی جماعت جو دائیں بازو کی جماعت سمجھی جاتی تھی، اُس نے پنجاب اسمبلی سے تحفظ نسواں کے نام پر ایک ایسا قانون پاس کروا لیا جو اول تا آخر غیر اسلامی ہے۔ لیکن اسلامی جماعتیں عوام میں اس حوالہ سے اضطراب پیدا کرنے میں ناکام ہو گئیں، اس لیے کہ عوام اُنہیں جب انتخابات کے دوران ہر قسم کی حرکات اور اسلام کے حوالے سے اپنے موقف کو وقت اور ضرورت کے تحت گھماتے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ حکمرانوں کے اِن طعنوں کو درست سمجھتے ہیں کہ انہیں اسلام نہیں صرف اسلام آباد چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر اسلامی جماعتیں اسی روش پر قائم رہتی ہیں اور اسمبلیوں کی نشستیں اُن کی تمام کاوشوں کا اصل ہدف قرار پاتی ہیں تو وہ وقت آ سکتا ہے کہ اسلامی جماعتیں نہ صرف غیر اسلامی قوانین اور روایات کے خلاف مزاحمت بھی ترک کرنے پر مجبور ہو جائیں گی بلکہ بالواسطہ طور پر سیکولر عناصر کی معاون اور مددگار بھی بن جائیں گی۔ یہ انتخابی سیاست میں اندھا دھند گھس جانے کا منطقی نتیجہ ہوگا۔ غلط سمت میں سفر تھکاوٹ کے ساتھ ساتھ انسان کو ناکامی ہی نہیں مایوسی سے بھی دوچار کرتا ہے۔

قصہ مختصر اقامت دین کی جدوجہد میں اگر آپ کا اصل ہدف اللہ کی رضا کا حصول نہیں ہے، اگر آپ دنیوی اقتدار کے خواہش مند ہو گئے ہیں، اگر اپنی ذات یا اپنی جماعت کی کامیابی آپ کا ہدف بن گیا ہے تو یہ دنیا اور آخرت کا خسارہ ہے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ اقامت دین کی جدوجہد بھی رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ سمجھ کر کریں۔ اس جدوجہد میں اگر اقتدار کا حصول ناگزیر ہو جائے اور دین کے مفاد کا تقاضا بن جائے تو اقتدار اور حکومت کوئی شجر ممنوعہ نہیں۔ اللہ کا دین اللہ کی زمین پر نافذ کرنے والوں کا طرز عمل یہ ہونا چاہیے کہ مخلص ہو کر دل و جان سے محنت کریں اور پھر اللہ ہی سے مدد چاہیں اور اُسی پر بھروسا کریں۔ شیخ سعدیؒ کا ایک مقولہ ہے، اِسے پلے باندھ لیں، جس کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے حصہ کا کام کیے بغیر دعا پر بھروسا کرنا حماقت ہے اور بھرپور محنت سے کوئی کام کرنے کے بعد اس محنت پر بھروسا کر کے دعا نہ کرنا تکبر ہے۔ شاید شرک بھی گردانا جائے۔ البتہ یہ طرز عمل اپنی تباہی اور بربادی کو دعوت دینا ہے۔ مریض کو دوا اور دعا دونوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم کسی بھی اسلامی جماعت پر تنقید برائے تنقید کا سوچ بھی نہیں سکتے لیکن حقائق کو کھول کر بیان کر دینا اور کسی حقیقی خطرہ سے خبردار کرنا اسلامی اخوت کا تقاضا سمجھتے ہیں۔ ناصحانہ عرض داشت پیش کرنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات!

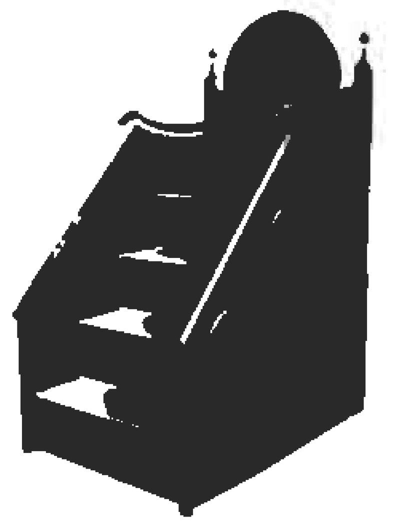

تذکیر بالقرآن

سورۃ المرسلات کی آیات کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 15 اپریل 2016ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

سورۃ الدھر کے بعد اب ہم سورۃ المرسلات کا مطالعہ شروع کریں گے جو انتیسویں پارے کی آخری صورت ہے۔ قرآن مجید کے مصحف کے آخر میں چھوٹی مکی سورتوں میں اصل مضمون انذارِ آخرت ہے۔ چنانچہ اسی نسبت سے آج کے جمعے کا اصل موضوع بھی تذکیر بالقرآن ہے۔ سورۃ المرسلات کے آغاز میں قسمیں ہیں۔

﴿وَالۡمُرۡسَلٰتِ عُرۡفًا ۝۱﴾ ”قسم ہے ان ہواؤں کی جو چلائی جاتی ہیں بڑی آہستگی سے۔“

﴿فَالۡعٰصِفٰتِ عَصۡفًا ۝۲﴾ ”پھر تیز و تند جھکڑ کی صورت میں چلتی ہیں۔“

﴿وَّالنّٰشِرٰتِ نَشۡرًا ۝۳﴾ ”اور ان ہواؤں کی قسم جو (بادلوں کو) پھیلا دیتی ہیں۔“

﴿فَالۡفٰرِقٰتِ فَرۡقًا ۝۴﴾ ”پھر تقسیم کرتی ہیں جدا جدا۔“

اللہ تعالیٰ نے ہواؤں کو ذریعہ بنایا ہے کہ وہ بادلوں کو اُٹھا کر لاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق بادلوں کی تقسیم کرتی ہیں۔ یعنی جہاں جہاں اللہ کو بارش برسانا منظور ہوتا ہے وہاں تک بادلوں کو لے کر جاتی ہیں۔ جہاں ان کی تالیف ہوتی ہے اور پھر بارش برسنا شروع ہو جاتی ہے۔

﴿فَالۡمُلۡقِیٰتِ ذِکۡرًا ۝۵﴾ ”پھر قسم ہے ان (فرشتوں) کی جو ذکر کا القاء کرتے ہیں۔“

قرآن مجید کو ذکر کہا گیا جو کہ اللہ کی طرف سے انسانوں کے لیے پیغام ہے اور یہ فرشتوں کے ذریعے القاء کیا گیا۔ ایک مردہ زمین کو دوبارہ زندہ کرنے اور اس میں حیات کی روح پھونکنے کے لیے بارش کی ضرورت ہوتی ہے اور دل کی مردہ زمین کو زندہ کرنے کے لیے وحی آسمانی کام دیتی ہے جو کہ قرآن کی صورت میں موجود ہے اور وہ جلیل القدر فرشتوں کے ذریعے نازل کی گئی۔

﴿عُذۡرًا اَوۡ نُذۡرًا ۝۶﴾ ”عذر کے طور پر یا خبردار کرنے کے لیے۔“

اگرچہ انسان کی فطرت میں یہ ساری بنیادی چیزیں موجود ہیں کہ وہ اللہ کو پہچانتا بھی ہے، خیر و شر، نیکی و بدی کی پہچان بھی رکھتا ہے، اس کے اندر ضمیر بھی موجود ہے جو اس کے ہر عمل کے بارے میں بتاتا ہے کہ وہ صحیح ہے یا غلط اور پھر اس کی روح اس عہد (الست) سے بھی واقف ہے جو ازل میں ہر انسان سے لیا گیا۔ اس عہد میں ہر انسان کو اپنے رب کا تعارف حاصل ہے جو اس کی فطرت میں شامل ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود بھی اللہ نے

مرتب: ابو ابراهیم

انسان کی یاددہانی کے لیے نبیوں اور رسولوں کو بھی بھیجا تاکہ انسان قیامت کے دن یہ عذر نہ تراش سکے کہ ہم پر ہدایت واضح نہیں تھی یا ہمیں پتہ نہیں تھا۔ سورۃ النساء کی آیت 165 میں اس بات کو مزید واضح کیا گیا:

﴿لِئَلَّا یَکُوۡنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌۢ بَعۡدَ الرُّسُلِ ؕ﴾

”تاکہ نہ رہ جائے لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلے میں کوئی حجت (دلیل) رسولوںؑ کے آنے کے بعد“۔

وحی یا یاددہانی کا دوسرا مقصد یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ لوگوں کو خبردار کرنے (نُذۡرًا) کے لیے ہوتی ہے۔ چنانچہ ہر نبی اور رسول نے جہاں سیدھے راستے کی تلقین کی وہاں آخرت کے مواخذے اور عذاب جہنم سے بھی ڈرایا تاکہ اگر وہ جاگنا چاہیں تو جاگ جائیں اور راہِ راست پر آنا چاہیں تو آ جائیں۔

﴿اِنَّمَا تُوۡعَدُوۡنَ لَوَاقِعٌ ۝۷﴾ ”جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ واقع ہو کر رہے گی۔“

چنانچہ درجہ بالا قسمیں اسی حقیقت کو واضح کرنے کے لیے کھائی گئی ہیں کہ جس دن کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ آ کر رہے گا۔ اس لیے کہ یہ سارا نظام اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ جس طرح وہ ہواؤں کو چلاتا ہے اور ان کے ذریعے بارش برساتا ہے۔ اسی طرح قیامت کا دن بھی اس کے فیصلے کے مطابق واقع ہو کر رہے گا۔ لہٰذا باز آ جاؤ اور صراط المستقیم کی طرف لوٹ آؤ۔

﴿فَاِذَا النُّجُوۡمُ طُمِسَتۡ ۝۸﴾ ”پس جب ستارے مٹا دیے جائیں گے۔“

جیسا کہ ہم سورۃ القیامہ میں بھی پڑھ چکے ہیں۔

﴿فَاِذَا بَرِقَ الۡبَصَرُ ۝۷ وَ خَسَفَ الۡقَمَرُ ۝۸﴾ ”پس جب نگاہیں چندھیا جائیں گی۔ اور چاند بے نور ہو جائے گا۔“

اسی طرح یہاں ستاروں کے بارے میں ذکر ہے کہ وہ مٹا دیے جائیں گے۔

﴿وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتۡ ۝۹﴾ ”اور جب آسمان میں شگاف پڑ جائیں گے۔“

اس کی اصل کیفیت کا اندازہ تو اُسی وقت ہوگا تاہم جیسا اس وقت ہمیں آسمان نظر آ رہا ہے، ایسا نہیں ہوگا بلکہ اس کی کیفیت بالکل بدل چکی ہوگی اور کچھ اور ہی نظارہ ہوگا۔

﴿یَوۡمَ تُبَدَّلُ الۡاَرۡضُ غَیۡرَ الۡاَرۡضِ وَ السَّمٰوٰتُ﴾ ”جس دن زمین بدل دی جائے گی اس زمین کے سوا (کسی اور شکل میں) اور آسمانوں کو بھی (بدل دیا جائے گا)“ (ابراھیم:48)

﴿وَاِذَا الۡجِبَالُ نُسِفَتۡ ۝۱۰﴾ ”اور جب پہاڑ (ریت بنا کر) اُڑا دیے جائیں گے۔“

﴿وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتۡ ۝۱۱﴾ ”اور جب رسولوںؑ (کے کھڑے ہونے) کا وقت آ پہنچے گا۔“

یہ وہ وقت ہوگا کہ جب انبیاء ورسل علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی عدالت میں شہادتیں دینے کے لیے کھڑے ہو جائیں گے۔ ہر نبی اور رسول گواہی دے گا کہ اے پروردگار! میں نے اپنی قوم تک تمہارا پیغام پہنچا کر اتمام حجت کر دیا تھا۔ اب ان کے پاس کوئی عذر نہیں ہے۔

﴿لِاَیِّ یَوۡمٍ اُجِّلَتۡ ﴿۱۲﴾﴾ ''(یہ معاملہ) کس دن کے لیے مؤخر کیا گیا'' ﴿لِیَوۡمِ الۡفَصۡلِ ﴿۱۳﴾﴾ ''فیصلے کے دن کے لیے۔''

یعنی رسولوں کی اس گواہی کو موخر رکھا گیا ہے اس دن کے لیے جب میدان حشر میں تمام انسان جمع ہوں گے اور وہ فیصلے کا دن ہوگا۔

﴿وَمَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا یَوۡمُ الۡفَصۡلِ ﴿۱۴﴾﴾ ''اور تم لوگ کیا سمجھتے ہو کہ فیصلے کا دن کیا ہے؟''

﴿وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۱۵﴾﴾ ''(ہلاکت اور بربادی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔''

ایک جھٹلانا یہ ہوتا ہے کہ وحی الٰہی کو کلام اللہ ماننے سے صاف انکار کر دیں اور ایک یہ بھی جھٹلانا ہوتا ہے کہ ہم مانتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے، سرآنکھوں پر، یہ بھی مانتے ہیں کہ اسے اللہ نے ہماری ہدایت کے لیے نازل کیا ہے۔ لیکن عملی طور پر اس سے کوئی سروکار نہ رکھا جائے یعنی ہم دنیا میں اپنی مرضی اور زمانے کے مطابق چلیں گے۔ جیسا کہ قرآن میں یہود کی مثال بیان ہوئی:

﴿مَثَلُ الَّذِیۡنَ حُمِّلُوا التَّوۡرٰىۃَ ثُمَّ لَمۡ یَحۡمِلُوۡہَا کَمَثَلِ الۡحِمَارِ یَحۡمِلُ اَسۡفَارًا ؕ﴾ (الجمعہ:5)

''مثال ان لوگوں کی جو حامل تورات بنائے گئے' پھر وہ اس کے حامل ثابت نہ ہوئے' اُس گدھے کی سی (مثال) ہے جو اٹھائے ہوئے ہو کتابوں کا بوجھ۔''

مثال یہود کی دی گئی اور بتانا ہمیں مقصود ہے کہ جب اہل تورات نے تورات کے ساتھ وہی رویہ اختیار کیا جو آج ہم نے قرآن کے ساتھ اختیار کیا ہوا ہے۔ یعنی قرآن موجود ہے لیکن عمل اس کی تعلیمات کے برعکس اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق ہے۔ دنیا پرستی میں آخرت کو بھلا بیٹھے ہیں۔ لہٰذا اللہ نے یہود کے اس طرزِ عمل پر یہ مثال بیان کی اور فرمایا:

﴿بِئۡسَ مَثَلُ الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ؕ﴾ (الجمعہ:5) ''بہت بری مثال ہے اس قوم کی جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا۔''

یہود بھی فخر سے کہتے تھے کہ ہم اہل کتاب ہیں، ہمارے پاس تورات ہے۔ لیکن وہ عملاً کتاب اللہ کو جھٹلا رہے تھے جیسے آج ہم جھٹلا رہے ہیں، تو اللہ کا فتویٰ یہی ہے کہ یہ قرآن کو جھٹلانا ہے اور وہی مثال ہم پر بھی صادق آئے گی۔ کیوں کہ ہم بھی عملاً قرآن کو جھٹلا رہے ہیں اور جھٹلانے والوں کے لیے تباہی اور بربادی ہے۔

﴿اَلَمۡ نُہۡلِکِ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۶﴾﴾ ''کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا؟''

یعنی کتاب اللہ کو جھٹلا رہے ہو حالانکہ تم جانتے بھی ہو کہ پہلے بھی کئی قوموں کو اس وجہ سے ہلاک کیا جا چکا ہے۔ ان کی طرف بھی رسول آئے تھے لیکن انہوں نے ان کی بات پر کان نہیں دھرے بلکہ ان کی مخالفت پر ڈٹ گئے۔ چونکہ یہ اللہ کا قانون ہے کہ جو قوم اپنے رسول کی تکذیب کرتی ہے اسے دنیا میں ہی عذاب ہلاکت سے دوچار کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے ان کو ہلاک کر دیا گیا۔

﴿ثُمَّ نُتۡبِعُہُمُ الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۱۷﴾﴾ ''پھر ہم ان کے پیچھے لگاتے رہے بعد میں آنے والوں کو۔''

ہر قوم یا تہذیب کا بالآخر اختتام ہوتا ہے لیکن پوری قوم کا ایک ہی وقت میں، ایک ہی عذاب میں ہلاک ہو جانا کہ ایک بھی متنفس باقی نہ رہے، ایسا اکثر رسولوں کی تکذیب کے نتیجے میں ہی ہوا ہے۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت نوحؑ کی قوم کے ساتھ یہی ہوا۔ صرف وہی بچائے گئے جو ایمان لائے تھے۔ پھر قوم عاد نے بھی اپنے رسولوں کو جھٹلایا۔ جس پر انہیں مہلت بھی دی گئی اور بالآخر انہیں بھی ہلاک کر دیا گیا۔ ان کے بعد ثمود کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ پھر قوم لوط، آل فرعون اور قوم شعیب کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ یہ وہ اقوام ہیں جن کو اہل عرب بھی جانتے

پریس ریلیز 29 اپریل 2016ء

دین اسلام کی فضیلت اور برتری ہمارا بنیادی عقیدہ اور ایمان کا جزو ہے

امریکہ میں پاکستانی سفیر کا یہ بیان قابل مذمت ہے کہ ہم تعلیمی نصاب میں 153 ترامیم کر چکے ہیں اور مزید کرنے کو تیار ہیں

حافظ عاکف سعید

دین اسلام کی فضیلت اور برتری ہمارا بنیادی عقیدہ اور ایمان کا جزو ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطبۂ جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ ایک حقیقی اسلامی ریاست میں اقلیتوں کے جان و مال اور عزت کی حفاظت مسلمانوں ہی کی طرح حکومت پر لازم ہے لیکن ریاست کے تمام قوانین قرآن وسنت سے اخذ کیے جائیں گے۔ قرآن وسنت کی بالادستی قائم کی جائے گی اور تمام شہریوں کو اس کے مطابق عدل فراہم کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ غیر مسلموں کو اپنے عقائد کے مطابق زندگی بسر کرنے اور تہوار منانے کی اجازت ہوگی لیکن مسلمانوں کا ان کے تہواروں میں شرکت کرنا غیر ضروری ہی نہیں غیر اسلامی فعل بھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نواز شریف نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ وہ بھی ہولی کی عبادت میں حصہ لیں اور ان پر رنگ ڈالا جائے جبکہ بلاول بھٹو نے عملاً ایسا کر دکھایا جس کی ہم شدید مذمت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آج کل امریکہ اور یورپ کو ہمارے تعلیمی نظام اور نصاب کی بہت فکر لاحق ہے۔ وہ ہمارے تعلیمی نصاب میں تبدیلیوں کی تجویز دے رہے ہیں اور ہمارے حکمران ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کی یقین دہانی کرا کے غلامی کا حق ادا کر رہے ہیں۔ انہوں نے امریکہ میں پاکستانی سفیر کے اس بیان کی شدید مذمت کی کہ ہم اپنے نصاب میں پہلے ہی 153 ترامیم کر چکے ہیں اور مزید کرنے کو تیار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کسی قوم کا تعلیمی نظام اس کی اچھی یا بری نشوونما میں اہم رول ادا کرتا ہے۔ ہمارا معاشرہ اور ہماری ثقافت یورپ اور امریکہ کی طرح مادر پدر آزاد نہیں لہٰذا یہاں ایسے تعلیمی نظام کی ضرورت ہے جو ایک اسلامی معاشرہ تشکیل دے سکے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

تھے اور انہیں معلوم تھا کہ ان پر عذاب کیوں آیا تھا۔

﴿كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۸﴾ ”یہی ہم کرتے رہے ہیں مجرموں کے ساتھ۔“

بتایا جا رہا ہے کہ آسمانی ہدایت کو نہ ماننا اور اس کے مطابق زندگی نہ گزارنا ہی وہ جرم ہے جس کی وجہ سے یہ قومیں ہلاک ہوئیں۔ لہٰذا اگر تم بھی اسی جرم کا ارتکاب کرو گے تو تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا۔

﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۹﴾ ”(ہلاکت اور بربادی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔“

﴿اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝۲۰﴾ ”کیا ہم نے تمہیں حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟“

حقائق کی جانب توجہ دلائی جا رہی ہے کہ تم کس بنیاد پر جھٹلاتے ہو حالانکہ تم جانتے بھی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں گندے پانی کے ایک ایسے قطرے سے پیدا کیا جس کا ذکر کرنا بھی انسان معیوب سمجھتا ہے اور اللہ کی قدرت دیکھو کہ اسی گندے پانی کی بوند سے اس نے تمہیں اشرف المخلوقات بنایا۔

﴿فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝۲۱﴾ ”پھر ہم نے اس (نطفہ) کو رکھ دیا ایک محفوظ مقام میں۔“

رحم مادر اپنی جگہ ایک قلعہ ہے اور اس کے اندر بچہ تین غلافوں میں لپٹا ہوا پرورش پاتا ہے اور مختلف مراحل سے گزرتا ہے۔

﴿اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝۲۲﴾ ”ایک طے شدہ مدت تک۔“

یعنی 9 مہینے کی مدت انسان نے اپنے حساب سے طے نہیں کر رکھی بلکہ اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہے۔

﴿فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ۝۲۳﴾ ”تو ہم نے اندازہ مقرر کیا، اور ہم کیا ہی اچھے ہیں اندازہ مقرر کرنے والے!“

حقیر پانی کے قطرے کو مختلف مراحل سے گزار کر جب اللہ ایک خوبصورت بچے کی صورت میں دنیا میں لاتا ہے تو انسان اللہ کی تخلیق اور اندازے پر اش اش کر اُٹھتا۔

﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۲۴﴾ ”(ہلاکت اور بربادی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔“

﴿اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ۝۲۵﴾ ”کیا ہم نے زمین کو نہیں بنا دیا سمیٹ لینے والی؟“

ان تمام حقائق کے باوجود جھٹلانے والوں کے لیے بربادی کے سوا کیا ہے؟ کہ ان تمام مراحل سے گزرنے کے بعد بالآخر انسان اسی زمین میں پیوند خاک ہو جاتا ہے۔

اس زمین نے حضرت آدمؑ سے لے کر اب تک کتنے انسانوں کو اپنے اندر سمیٹا ہوا ہے اور اس وقت سات ارب آبادی بھی اسی کرۂ ارض پر موجود ہے جس کی تمام تر ضروریات اللہ نے اسی زمین میں رکھ دی ہیں۔

﴿اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ۝۲۶﴾ ”زندوں کو بھی اور مُردوں کو بھی!“

اللہ تعالیٰ نے یہ زمین ایسی بنائی ہے کہ یہ اپنے اوپر موجود ہر زندہ وجود کی تمام ضروریات پوری کر رہی ہے اور ہر قسم کے مردہ کو بھی تحلیل کر کے اپنے اندر جذب کر لیتی ہے۔ اس حیثیت سے اللہ تعالیٰ نے اس زمین میں ایسی گنجائش رکھی ہے کہ یہ تا قیامِ قیامت تمام زندوں اور تمام مُردوں کے لیے کفایت کرے گی۔

﴿وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ۝۲۷﴾ ”اور ہم نے اس کے اندر بنا دیے خوب جمے ہوئے اونچے اونچے پہاڑ اور ہم نے تمہیں پلایا (اس میں سے) تسکین بخش پانی۔“

زمین پر پہاڑوں کی موجودگی میں بھی بہت بڑی حکمت ہے جن کے فوائد کا شمار انسان کے لیے ناممکن ہے۔ اسی طرح پینے کا صاف پانی بھی انسان کے لیے بہت بڑی نعمت ہے اور یہ سب اللہ نے اسی زمین میں رکھا ہے۔

﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۲۸﴾ ”(ہلاکت اور بربادی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔“

﴿اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝۲۹﴾ ”چلو اب اُسی چیز کی طرف جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔“

یہ تمام حقائق سامنے ہونے کے باوجود انسان جھٹلاتے ہوئے بالآخر میدانِ حشر میں جا پہنچے گا جہاں وہ جہنم کو اپنی آنکھوں سے دیکھے گا اور اسے حکم ملے گا کہ چلو اب اسی کی طرف۔

﴿اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ۝۳۰﴾ ”چلو اُس تین شاخوں والے سائے کی طرف!“

میدانِ محشر کی چلچلاتی دھوپ اور شدید گرمی میں جب وہ لوگ جہنم کو دیکھیں گے تو دور سے وہ انہیں تین اطراف میں پھیلے ہوئے سائے کی طرح نظر آئے گی۔ چنانچہ انہیں کہا جائے گا کہ اگر تمہیں وہ سایہ نظر آتا ہے تو چلو اس سائے کی طرف! لیکن اس ”سائے“ کی حقیقت یہ ہوگی کہ:

﴿لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ۝۳۱﴾ ”نہ تو وہ سایہ دار ہے اور نہ ہی آگ کی تپش سے بچانے والا۔“

﴿اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝۳۲﴾ ”وہ آگ اتنے بڑے بڑے انگارے پھینک رہی ہوگی جیسے کہ وہ محل ہوں۔“

جہنم سے نکلنے والی چنگاریاں شعلوں کے قصر جیسی ہوں گی۔

﴿كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ۝۳۳﴾ ”(یا) جیسے وہ زرد رنگ کے اونٹ ہوں۔“

﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۳۴﴾ ”(ہلاکت اور بربادی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔“

﴿هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ۝۳۵﴾ ”یہ ہے وہ دن جس میں یہ بول نہیں سکیں گے۔“

آج دنیا میں جو بڑھ بڑھ کر حضور ﷺ کی گستاخیاں کر رہے ہیں، قرآن کی آیات کا مذاق اُڑا رہے ہیں۔ فقرے چست کر رہے ہیں وہاں پر ان کی زبانیں گنگ ہو جائیں گی بلکہ عالم یہ ہوگا کہ انسان کے اعضاء اس کے خلاف گواہی دے رہے ہوں گے اور انسان حیران ہو کر سوچے گا کہ یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ۔

﴿وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ۝۳۶﴾ ”اور نہ ہی انہیں اجازت دی جائے گی کہ وہ کوئی عذر تراشیں۔“

موت کے آثار شروع ہونے تک توبہ کا دروازہ کھلا ہے لیکن اس کے بعد انسان کا اختیار ختم ہو جائے گا اور صرف اللہ کے قانون اور ضابطے کے تحت ہر معاملہ ہوگا۔

﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۳۷﴾ ”(ہلاکت اور بربادی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔“

﴿هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ﴾ ”یہ ہے فیصلے کا دن“

جب حقیقی اور حتمی فیصلہ ہوگا کہ کون کامیاب ہے اور کون ناکام؟ دنیا کی کامیابی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہاں بڑی سے بڑی کامیابی بھی اصل میں آزمائش کی ایک شکل ہے۔ دنیا میں ناکامی، سختی، نعمتوں کی بارش، یہ سب آزمائش ہیں۔ حقیقی کامیابی اور ناکامی کا فیصلہ اس دن ہوگا۔

﴿جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ۝۳۸﴾ ”ہم نے جمع کر لیا تمہیں بھی اور پہلوں کو بھی۔“

دنیا میں بذریعہ قرآن انسان کو حقائق پر غور کرنے کی دعوت دی جاتی ہے مگر انسان توجہ نہیں دیتا۔ لیکن جب روز محشر ہر دور کے انسانوں کو اپنے ہمراہ دیکھے گا تو حیران ہوگا کہ اس زمین نے اپنے اندر کیا کچھ سمیٹ رکھا تھا۔

﴿فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ۝۳۹﴾ ”اب اگر تمہارے پاس کوئی چال ہے تو میرے خلاف وہ چال چل دیکھو۔“

﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۴۰﴾ ”(ہلاکت اور بربادی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔“

یعنی اللہ کے خلاف بڑی سے بڑی چال بھی چل کر دیکھ لو نتیجہ ہلاکت اور بربادی کے سوا کچھ نہیں نکلے گا۔

قرآن مجید اور اُسوہ رسول ﷺ کی صورت اللہ کی طرف سے عظیم ہدایت آج ہمارے پاس بھی موجود ہے لیکن پاکستان میں 68 سالوں سے مختلف حیلے بہانوں اور چالوں سے ہم اس سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اور قرآن و سنت کے نفاذ کے حوالہ سے نہ صرف کوئی پیش رفت نہیں کر رہے ہیں بلکہ پسپائی اختیار کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس طرزِ عمل کے انجام بد سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہدایت کا راستہ نصیب فرمائے۔ آمین

اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْ ذٰلِكَ ! اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنْ ذٰلِكَ!

......کل وہ بھرنا ہے

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دنیا زلزلوں کی زد میں ہے۔ موسمیاتی تبدیلیاں الگ پریشان کن ہیں۔ دنیا گلوبل ویلیج بن گئی، سرحدیں بے معنی ہو کر رہ گئیں۔ خبریں، جسمانی اور اخلاقی بیماریاں، وبائیں، بدتہذیبیاں، چور بازاریاں سب ہی بڑی سرعت سے گلوب بھر میں پھیل جاتی ہیں۔ خربوزے کو دیکھ کر خربوزے رنگ پکڑتے پکڑتے آج گلوبل ویلیج خربوزوں کا کھیت بن کر رہ گیا ہے۔ پچھلے دنوں نہ صرف دنیا کو 4 بڑے زلزلوں نے ہلا مارا بلکہ خود پاکستان میں ایک تسلسل سے زلزلے آ رہے ہیں۔ لینڈ سلائیڈنگ نے جگہ جگہ بڑے بڑے علاقے ملیامیٹ کیے ہیں۔ صرف مظفر آباد میں 3 گاؤں اس کی زد میں آئے۔ زمین دھنسنے کا سلسلہ جاری ہے۔ بے وقت، بے موسم کی بارشیں زرعی زمینوں پر قہر الٰہی بن کر برس رہی ہیں۔ سندھ زیریں کے 5 اضلاع (ٹھٹھہ بدین کے علاقے) طوفانی آندھی کی زد میں یوں آئے کہ ایکڑوں پر کھڑی گندم کی فصل برباد ہوگئی۔ کچے آم گر گئے۔ درخت اور کھمبے اکھڑ گئے۔ بجلی اور مواصلاتی نظام شدید متاثر ہوا۔ ادھر پنجاب اور پختونخوا میں بھی بارشوں کی تباہی کچھ کم نہیں۔ قبائلی علاقہ جات آپریشنوں اور برستے بموں نے ہموار کر دیئے۔

غضب الٰہی کے آثار دیکھنے کے لیے عبرت کی نگاہ ہم کھو چکے ہیں۔ جاہل گوروں کی طرح زلزلوں اور قہر کے بگولوں کی صرف سائنسی توجیہات پیش کر کے مطمئن ہو رہنا! اور سائنس کا رب......؟ اس کا خالق جو مدبر الامر ہے، فعالٌ لما یرید اور علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے اس پر ہمارا ایمان کیا ہوا......؟ میرے ایمان کو اب قصۂ ماضی سمجھو......؟

لگائی ہے لو جب سے امریکیوں سے
سنن کی جگہ سی این این دیکھتے ہیں!

حالانکہ حامل قرآن ہونے کے باوجود لبرل ازم کا بخار جو ہمیں چڑھا ہوا ہے یہ سارے اسی کے شاخسانے ہیں۔ زمین کے نیچے پلیٹیں خود نہیں سرکتیں، حکم کن درکار ہوتا ہے، جس کے بھلانے کی ہمہ نوع کوششیں جاری ہیں۔

لبرل ایجنڈے ملک کو جہالت گمراہی کے کن عمیق گڑھوں میں پھینکیں گے، عقل حیران ہے۔ بیکن ہاؤس یونیورسٹی کی طالبات نے اخلاقی گراوٹ، ناپاک بدتہذیبی کا جو ثبوت دیا ہے وہ صرف انگریزی زبان ہی میں لکھا جا سکتا ہے، سوڈان اخبار میں رپورٹ (14 اپریل) دیکھی جا سکتی ہے۔ اردو زبان اس کی متحمل بھی نہیں ہو سکتی۔ ہر بدتہذیبی ہر اک حیا سوز لچر چیز کو لبرل روشن خیال اور سوفٹ امیج کے نام پر گوارا کرنا......؟ قرارداد مقاصد والا آئین حکمرانوں سے کچھ نہیں کہتا پوچھتا......؟ حفاظ قرآن، داڑھی پردہ، قرآن، ایمان، اسلام، جہاد کو بلا مبالغہ خونخوار نظروں سے دیکھنے والے نت نئے قوانین۔ کھلے عام شفاف انصاف کی فراہمی سے دور بند دروازوں کے پیچھے سزائے موت صادر کیے جاتے ان گنت واقعات۔ جعلی پولیس مقابلوں اور عقوبت خانوں کی بھینٹ چڑھتی دین دار جوانیاں۔ دوسری جانب وہ نجی تعلیمی ادارے جہاں مبلغ علم فیشن ڈیزائننگ، فلم میکنگ، سکرپٹ رائٹنگ ہے۔ ہلہ گلہ موج میلا، ڈرگ کلچر کی شہرت عام ہے۔ نوجوان نسل کو بربادیوں کی بھینٹ چڑھایا جا رہا ہے، لیکن قانون حرکت میں نہیں آتا۔ ان طالبات نے اپنی حیا باختہ نیچ حرکات کے جواز کے لیے اوباما، ہیلری کلنٹن اور امریکی خاتون سینیٹر کی سند پیش کی ہے! یہ ہے گلوبل ویلیج کا اخلاقی سوائن فلو، جس کے پھیلنے اور پھیلانے میں حکومت ہرگز مانع نہیں! پاکیزہ اہل ایمان جس طرح اعمال کی سند کے لیے حکم الٰہی، سنت رسول ﷺ یا صحیح مسلم اور بخاری کا حوالہ دیتے ہیں، یہ عین اسی پیرائے میں ابلیس کے رسولوں، پیغامبروں کے نام سند کے لیے پیش کرتے ہیں! ڈارون نے فرمایا، فرائڈ کا ارشاد گرامی ہے......!

سو یہ ہیں وہ لبرل ازم کے پھوڑے جو، پناہ بخدا پچھلی اقوام (عاد، ثمود، قوم نوحؑ ......) کو بھی نکلے تھے۔ وہ بھی لبرل ہی تھے۔ غیب، اللہ، رسول کے منکر۔ دعوت دین دینے والے انبیاء کے درپے۔ جو بگولوں، سیلابوں، زلزلوں، طوفانی آندھیوں سے تباہ ہوئے۔ (اللھم اعاذنا من ذلك) ہم اللہ بارے کیا گمان باندھے بیٹھے ہیں......؟ فما ظنکم برب العالمین O......؟ جو جھنجھوڑے، ہوش میں لانے کو ان کے ایمان پر سوال اٹھائے، اس پر فوراً تکفیری اور خوارج کا گرز برسا دیا جائے......! نماز، قرآن، مساجد، مدارس، علماء پر راستے تنگ کرنا کیا ایمان ہی کا تقاضا اور نتیجہ ہے......؟ امریکہ اور ہمہ نوع کفر کی سہولت کاری بارے دور نبوی ﷺ، دور خلفائے راشدین سے صرف تاریخ پڑھ کر دیکھ لیجیے......کسی مسلمان کے لیے انفرادی اجتماعی صورت میں ممکن ہے؟ عبداللہ بن ابی پر اللہ کا ٹوٹتا قہر (سردار منافقین) کس بنا پر تھا......؟ باوجودیکہ وہ مسجد نبوی ﷺ میں آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتا تھا۔ فرائض پورے تھے۔ پھر بھی نبی ﷺ کی 70 مرتبہ استغفار اس کے حق میں کارگر نہ تھی۔ یہ اعلان رہتی دنیا تک کے مسلمانوں کی تربیت اور نفاق کے خلاف انتباہ کے لیے تھا......مگر ہم نے تو نصاب بدل ڈالے۔ قرآن کی ہوا بھی نوجوان نسل کو نہ لگنے دی۔ ترقی اور خوشحالی کا راز مخلوط تعلیم، رقص و سرود، فیشن، فلم، کھیل کے میدان میں دوڑ ننگے لگاتی نوجوان لڑکیاں باور کروا دیا۔

مغرب عورت کو کیا مقام دیتا ہے۔ اسے دیکھنے کو تازہ ترین خبر برطانوی شہزادی کیٹ کی ہے۔ بھارت دورے کے دوران انڈیا گیٹ پر پھول چڑھاتے ہوئے تیز ہوا سے اس کا لباس اڑ گیا۔ پوری دنیا کا میڈیا......سوشل ہو یا ان سوشل......سب کے لیے بریکنگ بم نیوز، اہم ترین خبر سفید سکرٹ کے اڑ جانے کی تصویر تھی جو حاشیے اور دائرے لگا لگا کر تبرکاً پھیلائی گئی، مبادا کوئی محروم ہی رہ جائے! یہ ہے عورت، وہ بھی تاجِ برطانیہ کی بہو بیٹی! ان کے خانوادے کی عزت! چرچ آف انگلینڈ کی خلافت کے گھر کا وقار......! اس پر برا تک نہ مانا گیا! سو یہی رول ماڈل ہے بیکن ہاؤس یونیورسٹی کی طالبات کا......اور یہی حشر نشر ہے مغرب کی بے وقعت، بے قدر و قیمت دل بہلاوا ہو کر رہ جانے والی

''کہ غم در کمینِ ماست!''

نعیم صدیقی

ایسا دِن، ایسی ہوا، ایسی گھٹا، اے ساقی
جامِ حکمت میں مئے حُسن پلا، اے ساقی
اس میں احساس کا زہراب مِلا، اے ساقی
رُوحِ ایمان سے دے اِس کو جِلا، اے ساقی
ہے تعاقب میں اِک انبوہِ بَلا، اے ساقی

جانے کس لمحے میں کیا فتنہ اُٹھا دے دُنیا
جانے کب کون سا الزام لگا دے دُنیا
جانے کس جُرم میں کب کیسی سزا دے دُنیا
جانے کب بامِ شرافت سے گرا دے دُنیا
ٹھہرے ہر خدمتِ بے لوث خطا' اے ساقی

فلکِ پیر کا ڈر! گردشِ تقدیر کا ڈر!
ظلم کے تیر کا ڈر! قہر کی شمشیر کا ڈر!
کہیں تزویر کا ڈر ہے! کہیں تکفیر کا ڈر!
کوئی تقصیر نہ ہو پھر بھی ہے تعزیر کا ڈر!
کچھ انوکھا سا ہے آئینِ قضا' اے ساقی

کیا خبر بزم یہ کب زیر و زبر ہو جائے
کسی طوفانِ تغیر کا گزر ہو جائے
یورشِ قافلۂ برق و شرر ہو جائے
حشر انگیز رمِ شام و سحر ہو جائے
جانے کل کون سا بُت ہو گا خُدا' اے ساقی

اپنی ایک ایک روایت کے بگڑ جانے کا خوف
اپنے کردار کے گلشن کے اُجڑ جانے کا خوف
اپنی ہستی کی بناؤں کے اُکھڑ جانے کا خوف
دورِ پارینہ سے فردا کے بچھڑ جانے کا خوف
کس قدر خوف سے بوجھل ہے فضا' اے ساقی

عورت کا۔ لبرل طعنے دیتے ہیں مغرب میں عورت کھلی پھرتی ہے اسے کوئی گھور گھور کر نہیں دیکھتا۔ اتنے شائستہ مہذب ہیں کہ کوئی پروا بھی نہیں کرتا! تو پھر یہ شہزادی کیٹ کی حادثاتی کیٹ واک پر حواس کھو بیٹھنے والی لبرل دنیا......؟ دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ! یہ بھی دیکھیے کہ ہمارے ہاں لڑکیاں اسلام کی ہر رمق رگ و ریشے سے نکال پھینکنے کے درپے ہیں جبکہ سعودی عرب میں 4ماہ میں400 خواتین نے اسلام قبول کیا ہے!

ملک میں اسلام کے محاسبے اور لبرل ازم کے شائق ہونے میں حکومت، اپوزیشن، اعلیٰ مقتدر سول ملٹری حلقے سب یکساں ذمہ دار ہیں۔ گلوبل ویلج سے آمد و رفت ہمہ وقت جاری رہتی ہے۔ گورے جرنیل اس پاکستان کے درشن کو پے در پے آتے ہیں جس نے اپنی مغرب نواز پالیسیوں سے خود انہیں بھی حیران کر دیا۔ سیاست دان سارا وقت نانی کا گھر سمجھ کر برطانیہ، لندن میں پائے جاتے ہیں۔ ان کے صحن میں سیاست سیاست کھیلتے ہیں۔ عمران خان، نواز شریف کے خلاف ریلیوں کی قیادت اور لگے ہاتھوں مسلمانوں سے اپنے برسرِ الیکشن یہودی برادرِ نسبتی کو ووٹ دلوانے وہاں موجود رہے۔ ہماری انٹرنیشنل سیاست میں لندن دبئی واشنگٹن مرکزی کردار کے حامل ہیں۔ کون کس کا احتساب کب کیسے کرے گا؟ ہم ان فیصلوں میں آزاد کب ہیں! مبنی بر انصاف فیصلے آ کیسے سکتے ہیں جب پرویز مشرف احتساب کی دھجیاں بکھیر کر ہنستا کھیلتا جہاز میں بیٹھ کر ساری عدالتوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتا منہ چڑاتا، اڑ گیا! عدالت کے بلاوے پر جسے چک پڑتی رہی! ہمارا تو سارا نظام ہی فاسد، کھوکھلا، چک زدہ ہے۔ پنجاب اینٹی کرپشن میں 431 اسامیاں خالی اور 6 ہزار انکوائریاں زیرِ التواء ہیں۔ فاضل جج سپریم کورٹ جسٹس ثاقب نثار نے 54 سال پرانے مقدمے کا فیصلہ سنانے کا ذکر کیا! آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک! تاہم گورے کا انگوٹھا گردن پر آ جائے تو حکومت ممتاز قادری کی طرح فوری (instant) فیصلے کرواتی ہے! ہم تو صرف یہ یاد دلاتے رہتے ہیں کہ:

حضور آج جو کرنا ہے کل وہ بھرنا ہے
حضور آپ کو بھی ایک روز مرنا ہے!
اکیلے تنہا واپس گھر لوٹنا ہے......اس کی کچھ تیاری......؟

❁❁❁

زمانہ گواہ ہے

امریکہ اور بھارت مل کر بھی پاکستان کے میزائل سسٹم کا توڑ نہیں کرسکیں گے: ایوب بیگ مرزا

جب تک ملک سے کرپشن ختم نہیں ہوگی دہشت گردی، بغاوت، علیحدگی پسندی اور ٹارگٹ کلنگ کا خاتمہ نہیں ہوسکتا: ارشاد احمد عارف

امریکہ اور بھارت کے درمیان فاؤنڈیشن ایگریمنٹ کا مقصد پاکستان کو Comeback کرنا ہے: رضاء الحق

امریکہ بھارت معاہدے، پانامہ لیکس اور چھوٹو گینگ کے موضوعات پر

میزبان: وسیم احمد

حالات حاضرہ کے نئے اور منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

مرتب: محمد رفیق چودھری

امریکہ بھارت معاہدے

سوال: امریکہ اور بھارت کے درمیان لاجسٹک سپورٹ کے معاہدے کیا ہیں؟ اور یہ معاہدے دونوں ممالک کے لیے کتنی اہمیت کے حامل ہیں؟

رضاء الحق: سب سے پہلے اس معاملے میں دو غلط فہمیاں دور کرنا چاہتا ہوں۔ ایک یہ کہ یہ لاجسٹک سپورٹ اگریمنٹ (LSA) نہیں ہے بلکہ یہ لاجسٹک ایکسچینج میمورنڈم آف اگریمنٹ (LEMOA) ہے۔ یعنی اصولی طور پر یہ معاہدہ ہو چکا ہے لیکن ابھی سائن نہیں ہوا۔ دوسری بات یہ ہے کہ پچھلے سال صدر اوباما کے 3 روزہ دورۂ بھارت کے دوران نریندر مودی سے ملاقات میں ان کا زیادہ فوکس ڈیفنس اور اسٹریٹیجک تعلقات بڑھانے پر تھا۔ حالیہ معاہدہ اسی کا Next Phase ہے۔ چند روز پہلے امریکن ڈیفنس سیکرٹری ایش کارٹر نے بھارتی وزیر دفاع منوہر پاریکر سے ملاقات میں تین معاہدوں پر رضامندی ظاہر کی۔ پہلا معاہدہ جس کو ہم LEMOA (لاجسٹک ایکسچینج میمورنڈم آف اگریمنٹ) کہہ سکتے ہیں کے خدوخال یہ ہیں کہ اس کے تحت انڈیا اور امریکہ ایک دوسرے کی سپلائی (کنٹرول ٹاور، ایئربیس وغیرہ) استعمال کرسکیں گے۔ اس کے علاوہ امریکہ انڈیا کو جو ہوائی جہاز اور بحری جہاز دے گا' ان کے سپیئر پارٹس بھی فراہم کرے گا۔ مثلاً لاک ہیڈ مارٹن F-16 بنانے والی امریکہ کی پرائیویٹ کمپنی ہے۔ وہ انڈیا میں آکر اپنی فیکٹریاں لگائے گی اور اس طرح انڈیا کو اپنے ہی ملک میں سپیئر پارٹس میسر ہوں گے۔ اس کے علاوہ دونوں ممالک بری، بحری اور فضائی سہولیات یعنی لینڈ بیسز، نیول بیسز اور ایئر بیسز ایک دوسرے سے شیئر کرسکیں گے۔ یہ معاہدہ خاص طور پر انڈیا کے لیے ہے اور اس کا مقصد مشترکہ دشمن کو Comeback کرنا ہے۔ دوسرا معاہدہ کمیونیکیشن آف انفارمیشن سکیورٹی میمورنڈم آف اگریمنٹ (CISMOA) ہے جس کے تحت امریکہ انڈیا کو ایسی سہولیات دے گا جس سے وہ Encrypted کمیونیکیشن کر سکے گا۔ تیسرا معاہدہ BECA (Basic exchange and cooperation agreement) ہے۔ یہ جیوسپیشل کوآپریشن کے لیے ہے یعنی سیٹلائیٹ کے ذریعے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں کہ کہاں کس طرح کی زمین ہے اور کہاں پر دشمن کی کتنی تعداد ہے، وہ ڈیٹا شیئر کیا جاسکے گا۔ یہ وہ تین بنیادی معاہدے ہیں جن کو فاؤنڈیشن ایگریمنٹ کہا گیا ہے۔

سوال: ایوب بیگ صاحب! ان تین معاہدوں کے بارے میں انڈیا میں کیا Enthusiasm پایا جاتا ہے اور وہاں ان کے بارے میں کیا تبصرے ہورہے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: امریکہ 10 سال سے انڈیا سے یہ معاہدے کرنا چاہ رہا تھا لیکن بعض وجوہات کی بناء پر کانگریس Resist کر رہی تھی۔ اس لیے وہ اب بھی معاہدے کی شدید مخالفت کر رہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ان معاہدوں سے ہماری خود مختاری گروی پڑ جائے گی۔ کانگریس کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ ان معاہدوں سے انڈیا دفاعی لحاظ سے امریکہ کے سامنے بالکل اوپن ہوجائے گا۔ اگر کل کلاں انڈیا کے امریکہ سے تعلقات کسی بنیاد پر خراب ہوجاتے ہیں کیونکہ عالمی سطح پر سفارتی تعلقات مفادات کی بنیاد پر بنتے بھی ہیں اور بگڑتے بھی ہیں۔ جب مفادات کا ٹکراؤ ہوتو پھر کسی کو بھی خاطر میں نہیں لایا جاتا۔ لہٰذا اگر انڈیا کے امریکہ سے تعلقات کسی وجہ سے خراب ہو جاتے ہیں تو امریکہ کے لیے انڈیا کو نقصان پہنچانا زیادہ آسان ہو جائے گا۔ تیسرا اعتراض یہ ہے کہ CISMOA کے مطلوبہ نتائج نہیں نکلیں گے کیونکہ پاکستان سمیت بہت سے ممالک کے پاس ایسے آلات موجود ہیں جن کے ذریعے وہ کمیونیکیشن Intercept کرسکتے ہیں۔ لہٰذا معاہدے سے وہ سہولت حاصل نہیں ہوسکے گی جس کا دعویٰ کیا جارہا ہے۔ مخالفین یہ بھی کہتے ہیں کہ معاہدوں کے حوالے سے جب بھی کوئی مسائل، تحفظات یا اختلافات پیدا ہوں گے تو امریکہ کو صرف انڈیا کی وزارت دفاع سے رابطہ کرنا پڑے گا جبکہ اس کے برعکس انڈیا کو پینٹاگون اور وائٹ ہاؤس سے رابطہ کرنا پڑے گا کیونکہ یہ امریکہ کی آئینی مجبوری ہے اور وہاں کے سارے ڈیپارٹمنٹس اپنے آئینی حقوق رکھتے ہیں۔ لہٰذا انڈیا کے لیے یہ کام خاصا مشکل ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انڈیا نے اپنے اوپر جو غیر جانبداری کا نقاب اوڑھ رکھا تھا باوجود اس کے کہ وہ امریکہ کے بہت قریب تھا' وہ نقاب اب اس نے اتار دیا ہے اور اب امریکہ بھارت کے ایک اسٹریٹیجک اتحادی کی حیثیت سے بے نقاب ہوکر سامنے آگیا ہے۔ یعنی اب انڈیا پورا پورا امریکہ کی گود میں چلا گیا ہے جس طرح پہلے کبھی پاکستان سیٹو سینٹو کے زمانے میں تھا اور مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ اس سے انڈیا بعض معاملات میں نیٹو ممالک کی حیثیت سے بھی آگے چلا جائے گا۔ اصل میں امریکہ کا انڈیا کے ساتھ زیادہ مفاد چائنہ کے حوالے سے ہے اور انڈیا کا پاکستان کے حوالے سے ہے۔ انڈیا چاہتا ہے کہ وہ پاکستان کے خلاف امریکہ سے ایسی سپورٹ حاصل کرلے کہ جب کبھی پاکستان کے ساتھ جنگی صورتحال پیدا ہوتو وہ امریکہ کو بحیثیت ایک اتحادی کے استعمال کرسکے۔

سوال :پاکستان کے لیے یہ معاہدات کتنے خطرات کے حامل ہیں۔ خاص طور پر اس وقت جبکہ انڈیا اور ایران دونوں پاکستانی بارڈرز کے قریب جنگی مشقیں کرنے جا رہے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا :اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت پاکستان خارجی سطح پر دشمنوں میں گھرا ہوا ہے اور امریکہ بھارت معاہدے کا مقصد بھی سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اس کی آڑ میں پاکستان کو نقصان پہنچایا جائے۔ انڈیا کے سامنے اس وقت 2 بڑے مسئلے ہیں: (1) پاکستان کا ایٹمی پروگرام اور (2) پاکستان کا میزائل پروگرام۔ پاکستان کے میزائل کی رینج 2750 کلومیٹرز (گویا کلکتہ) تک ہے۔ لہٰذا انڈیا چاہتا ہے کہ وہ امریکہ کی Assistance حاصل کر کے پاکستان کے میزائل سسٹم کا کامیابی سے دفاع کرے۔ اگر وہ اس میں کامیاب ہو جاتا ہے تو دنیاوی اسباب کے لحاظ سے تو پاکستان کے لیے واقعتاً زندہ رہنا ناممکن ہو جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کوئی ایسی صورت پیدا کرے گا کہ امریکہ بھی پاکستان کے میزائل سسٹم کا توڑ نہیں کر سکے گا۔ کیونکہ امریکہ اور روس کا معاملہ ذرا مختلف ہے، ان دونوں کا جغرافیائی فاصلہ بہت زیادہ ہے۔ وہاں دفاعی شیلڈ کام کر سکتے ہیں لیکن انڈیا اور پاکستان جغرفیائی لحاظ سے اتنے قریب ہیں کہ یہاں وہ دفاعی شیلڈ کام نہیں کر سکیں گے۔ لہٰذا ہمیں اُمید ہے کہ پاکستان ان کی ہر قسم کی جارحیت کا توڑ کر سکے گا۔

پانامہ لیکس

سوال :ارشاد احمد عارف صاحب! موجودہ صورتحال میں آرمی چیف نے ہر سطح پر بلاامتیاز احتساب کے حوالے سے جو بیان دیا ہے وہ کیا معنی رکھتا ہے؟

ارشاد احمد عارف :اس وقت جبکہ فوج آپریشن ضرب عضب میں مصروف ہے اور پورا ملک سکیورٹی کے مسائل سے دوچار ہے۔ جب یہ بات سامنے آئی کہ انڈیا TTP، لشکر جھنگوی اور بلوچستان لبریشن آرمی کی پشت پر ہے اور یہ ثابت ہو گیا کہ یہ صرف اندرونی کشمکش نہیں بلکہ یہ ایک انٹرنیشنل Conspiracy کا حصہ ہے جو پاکستان کو ختم کرنے کے لیے بھارت کرا رہا ہے تو فوج کی ذمہ داری بڑھ چکی ہے اور اب وہ اس نتیجے پر پہنچ چکی ہے کہ جب تک ملک کے اندر سے کرپشن ختم نہیں ہوگی انسرجنسی، بغاوت، علیحدگی پسندی، دہشت گردی اور ٹارگٹ کلنگ کا خاتمہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جب تک بیروزگاری، غربت اور جہالت موجود ہے، لوگ مایوس ہیں تو کسی نہ کسی بہانے لسانی، علاقائی یا مذہبی نعرے پر اسلام اور ملک دشمن عناصر مایوسی پھیلاتے رہیں گے اور لوگوں کو ریاست کے خلاف کھڑا کریں گے۔ اسی بنیاد پر فوج بار بار یہ کہہ رہی ہے کہ ملک میں گورننس اچھی ہونی چاہیے۔ پاکستان میں وسائل کی کمی نہیں ہے۔ یہاں اتنے وسائل ہیں کہ عوام بھی خوشحال ہو سکتے ہیں اور قرضے بھی ختم ہو سکتے ہیں لیکن چونکہ قوم کا زیادہ تر پیسہ کرپشن کی نظر ہو کر بیرون ملک بنکوں میں چلا جاتا ہے، بیرون ملک جائیدادیں خریدی جاتی ہیں اور ایک طبقہ بہت زیادہ فضول خرچی کرتا ہے۔ لہٰذا عوام کا بہت بڑا طبقہ محروم رہتا ہے۔ اس لیے خوشحالی نہیں آ رہی، جہالت ختم نہیں ہو رہی، 95 فیصد لوگوں کو طبی سہولتیں میسر نہیں ہیں، بے روزگاری عام ہے اور ان مایوس لوگوں کو ملک دشمن عناصر استعمال کرتے ہیں۔ لہٰذا اسی بنیاد پر آرمی چیف پہلے دبے الفاظ میں اور اب کھل کر کہنے لگے ہیں کہ جب تک ہم بلاامتیاز احتساب نہیں کرتے اور کرپشن کا خاتمہ نہیں ہوتا اس وقت تک نہ تو قومی یکجہتی اور سلامتی کی ضمانت مل سکتی ہے، نہ خوشحالی لائی جاسکتی ہے اور نہ ہی ملک میں پائیدار امن قائم ہوسکتا ہے۔ یہ ایک حقیقت پسندانہ بات ہے۔ جس پر تمام طبقات کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ کرپشن وہ ناسور ہے جس نے 50 سالوں میں جہاں اس ملک کے سارے وسائل کو ضائع کیا وہاں اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی مایوسی کی صورتحال سے دشمن کو فائدہ اُٹھانے کا موقع بھی فراہم کیا۔ پاکستان کی فوج کو ہر دس پندرہ سال کے بعد کہیں نہ کہیں آپریشن کرنا پڑتا ہے۔ وقتی طور پر معاملات ٹھیک ہو جاتے ہیں لیکن چونکہ بنیادی چیزیں ٹھیک نہیں ہوتیں تو بالآخر چند سالوں کے بعد دوبارہ حالات خراب کر دیئے جاتے ہیں۔

> فوج اس نتیجے پر پہنچ چکی ہے کہ وہ نہ تو اقتدار میں آنا چاہتی ہے اور نہ ہی بار بار آپریشن کرنا چاہتی ہے

سوال :آرمی چیف نے بہت اچھا بیان دیا اور وہ اس کے لیے عملی اقدامات بھی کر رہے ہیں لیکن ان کی اپنی مدت ملازمت تو چھ سات ماہ رہ گئی ہے۔ تو کیا اتنے کم وقت میں وہ اس کرپشن مافیا کا خاتمہ کر سکیں گے؟

ارشاد احمد عارف :فوج کے سربراہ کا بیان اس کا ذاتی ایجنڈا نہیں ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ فوج اس نتیجے پر پہنچ چکی ہے کہ نہ تو اب وہ اقتدار میں آنا چاہتی ہے اور نہ ہی بار بار آپریشن کرنا چاہتی ہے۔ کیونکہ اس سے فوج کا رعب، دبدبہ اور ساکھ متاثر ہوتی ہے۔ فوج اپنے لوگوں کے خلاف بار بار نہیں لڑ سکتی۔ بلوچستان میں 4 فوجی آپریشنز ہو چکے ہیں، فاٹا اور سندھ میں ہو چکے ہیں۔ کراچی میں تیسرا آپریشن چل رہا ہے۔ لہٰذا فوج اب یہ چاہتی ہے کہ وہ سرحدوں پر اپنے فرائض سرانجام دے۔ ملک کے اندر تعمیر و ترقی کا کام ہو، استحکام ہو، غربت اور جہالت کا خاتمہ ہو اور خوشحالی آئے تاکہ دشمن عناصر لوگوں کو گمراہ نہ کر سکیں اور نہ فساد ہو۔ لہٰذا یہ صرف آرمی چیف کی نہیں بلکہ فوج کی اجتماعی سوچ ہے اور آرمی چیف اگر ریٹائر بھی ہو جائیں تو میرا نہیں خیال کہ اگلا آرمی چیف اس ایجنڈے کو ختم کر دے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اب جبکہ آپریشن ضرب عضب ختم ہو رہا ہے تو لازمی بات ہے کہ فوج کی واپسی کے بعد پائیدار امن کے لیے باقی اقدامات حکومت کو کرنے پڑیں گے۔ لیکن ہمارے ہاں بدقسمتی یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ سیاستدان اپنا اجتماعی نظم مضبوط کریں اور تمام اداروں کو آزادی دیں تاکہ وہ اپنے طور پر بہتر کام کر سکیں وہ سول اور ملٹری بالادستی میں اپنی نااہلی، کرپشن اور بدانتظامی کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔

چھوٹو گینگ کے خلاف آپریشن

سوال :چھوٹو گینگ کے بارے میں آپ کیا تجزیہ دیں گے؟ ایک عام سا بندہ انتہائی کم عرصہ میں ایک ''کریمنل گینگ'' کا سربراہ بن گیا ہے؟ یہ بتائیں کہ اس پھنسی کو اتنا بڑا پھوڑا کیوں بننے دیا گیا؟

ارشاد احمد عارف :اسی نااہلی کا تو ہم رونا رو رہے ہیں کہ ہماری پولیس، سیاسی ایلیٹ اور انتظامیہ نااہلوں کا ٹولہ ہے۔ یہ بذات خود کریمنل لوگ ہیں جو اپنے مفاد پر اکٹھے ہو گئے ہیں۔ ہمارے ایم این ایز اور ایم پی ایز کی ایک بڑی اقلیت ان کریمنلز کی سرپرست ہے۔ وہ ووٹ بھی انہی کریمنلز کے ذریعے حاصل کرتے ہیں اور ان کا ذریعہ روزگار بھی چوری، راہ زنی اور بھتہ خوری ہے۔ سندھ، بلوچستان، کراچی اور پنجاب میں یہ کاروبار ہو رہا ہے ''چھوٹے'' کریمنل از خود پیدا نہیں ہوتے بلکہ ان کو یہی لوگ کھڑا کرتے ہیں۔ چھوٹو ایک ایم پی اے کا باڈی گارڈ تھا۔ اس کے خاندان پر پولیس تشدد اور زیادتی کی وجہ سے یہ کریمنلز میں شامل ہوا اور پولیس کی نااہلی اور وڈیروں کی سرپرستی کی وجہ سے بڑھتا چلا گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ اس ملک میں صرف چھوٹو گینگ ہی نہیں ہے بلکہ پورے ملک میں بے شمار ایسے گینگز موجود ہیں جو صرف ہمارے سسٹم کے پیدا کردہ ہیں۔ اگر یہ سسٹم برقرار رہے گا تو چھوٹو بھی بنتے

رہیں گے اور یہ گینگ بھی برقرار رہیں اور عوام کی جان و مال کا تحفظ بھی نہیں ہوگا۔

سوال: سانحہ گلشن اقبال پارک کے بعد فوج نے پنجاب میں جو آپریشن شروع کیا ہے اس آپریشن کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟ دوسری بات یہ کہ پنجاب میں اگر فوج نے ہی آپریشن کرنا تھا تو پھر چھوٹو گینگ کے خلاف آپریشن کے لیے پولیس کو کیوں بھیجا گیا؟ اور جو پولیس اہلکار اس مقابلے میں شہید ہوئے ہیں ان کی موت کا ذمہ دار کون ہے؟

ارشاد احمد عارف: ہوا یوں تھا کہ خفیہ ایجنسیوں کو کچھ اطلاعات ملیں کہ TTP، لشکر جھنگوی اور بلوچستان لبریشن آرمی کے لوگ جنوبی پنجاب میں پناہ لے چکے ہیں۔ اسی لیے فوج نے یہ آپریشن پلان کیا۔ لیکن ہمارے ہاں سیاسی ایلیٹ اپنے مفادات کے تحفظ کا شکار ہوتی ہے۔ اس ڈر سے کہ کہیں ان کے اپنے لوگ نہ پکڑے جائیں سیاسی ایلیٹ نے اس آپریشن کو روک دیا اور کہا کہ یہ آپریشن ہم خود کریں گے۔ فوج کو اندازہ تھا کہ یہ پولیس کے بس کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ پولیس میں کریمنلز کے اپنے لوگ، ان کے معاون اور Beneficary موجود ہیں۔ لیکن جانتے بوجھتے پولیس کے بہترین لوگوں کو اس آپریشن میں جھونک دیا گیا اور وہ بے چارے روتے پیٹتے رہے کہ اس طرح آپریشن نہ کروائیں۔ لیکن آپریشن کر دیا گیا اور نقصان ہوا۔ یہ کس قدر افسوسناک بات ہے کہ ڈیڑھ سو آدمیوں کے گینگ کے لیے فوج کو بھیجنا پڑے۔ میرے خیال میں ان سات شہادتوں کی ذمہ داری وزیر اعلیٰ، آئی جی، چیف سیکرٹری اور ڈی سی اوز پر ہے۔ ان سب کو کٹہرے میں کھڑا کرنا چاہیے کہ انہوں نے اپنی غلط پلاننگ، ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے پولیس کے لوگ مروا دیئے۔ اگر چھوٹو گینگ نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں تو اس گینگ کے تمام لوگوں کے اعترافی بیانات کی روشنی میں ان تمام افراد کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ جس طرح کراچی میں ڈاکٹر عاصم، صولت مرزا اور منظور کاکا کے اعترافی بیانات کی صورت میں کیا جا رہا ہے۔ یہی کام اگر پنجاب میں ہوگا تو امن قائم ہوگا۔

سوال: نواز شریف صاحب پانامہ پیپرز کے حوالے سے لندن چلے گئے تھے اور اب واپس بھی آ گئے ہیں۔ سیاسی جماعتیں بھی احتجاج کے لیے صلاح مشورے کر رہی ہیں۔ اندرونی طور پر آئندہ چند روز میں آپ پاکستان کا سیاسی منظر نامہ کیسا دیکھ رہے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: نواز شریف صاحب کے وزیر اعظم کی حیثیت سے اچانک لندن کے دورے سے ملک میں بہت سی افواہیں پھیلیں، یہ بھی کہا جا رہا تھا کہ شاید وہ واپس ہی نہ آئیں۔ ان کا لندن جانا پہلے سے ہی مشکوک تھا اور ان کی وہاں سرگرمیاں بھی کچھ ایسی ہی تھیں۔ یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ صرف صحت کا معاملہ نہیں تھا۔ پھر انہوں نے اپنے بہت قریبی ساتھی سرتاج عزیز اور سب سے اہم ترین فرد فواد حسن فواد جو اس وقت ان کے پرنسپل سیکرٹری ہیں انہیں بھی وہاں بلوایا۔ چودھری نثار پہلے جرمنی گئے، پھر لندن واپس آئے۔ انہوں نے انہیں جرمنی کی رپورٹ دی۔ وہاں چرچل ہوٹل میں ان کی ملاقات ہوئی۔ اگرچہ کہا یہ جا رہا ہے کہ ان کی زرداری سے باقاعدہ ملاقات نہیں ہو سکی۔ تاہم اس حوالے سے واقفتاً انہوں نے پیپلز پارٹی سے رابطہ کیا ہے اور اب یہ معاملہ پاکستان واپس شفٹ ہو گیا ہے۔ یہاں مصیبت یہ بن گئی ہے کہ اپوزیشن اس مسئلے کو بہت اٹھا رہی ہے اور صحیح اٹھا رہی ہے۔ ساری دنیا میں اس مسئلے کو اٹھایا گیا ہے اور دنیا میں اپوزیشن متفق ہے کہ اس معاملے کی تحقیق کی جائے لیکن یہاں اس حوالے سے اپوزیشن کا بھی کوئی مشترکہ لائحہ عمل سامنے نہیں آ رہا۔ آغاز میں پیپلز پارٹی کی طرف سے بھی سخت موقف لیا گیا تھا لیکن چونکہ پیپلز پارٹی کے بھی اپنے مفادات ہیں، اس لیے معلوم یہ ہوتا ہے کہ زرداری صاحب نے آہستہ آہستہ اس معاملے کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔ لہٰذا اب پیپلز پارٹی کا موقف ہے کہ استعفا کی ضرورت نہیں، نہ وہ کسی احتجاج اور دھرنے کی قائل ہے۔ تاہم وہ پارلیمنٹ میں حکومت کو ٹف ٹائم دے گی۔ لیکن PTI اور جماعت اسلامی کا موقف ہے کہ وزیر اعظم استعفا دیں اور چیف جسٹس کی سربراہی میں کمیشن قائم کیا جائے۔

> **ہمارے ایم این ایز اور ایم پی ایز کی ایک بڑی اقلیت جرائم پیشہ افراد کی سرپرست ہے۔ وہ ووٹ بھی ان لوگوں کے ذریعے حاصل کرتے ہیں**

سوال: اس خاص وقت میں آرمی چیف نے کرپشن کے خلاف جو بلا امتیاز احتساب کی بات کی ہے اس کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ آرمی چیف کے بیان کی ٹائمنگ بہت ہی الارمنگ ہے۔ انہوں نے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ کرپشن کے خلاف جو بھی لائحہ عمل اختیار کیا جائے گا فوج اس کی حمایت کرے گی۔ جس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ فوج چاہتی ہے کہ اگر حکومت یا شریف فیملی نے کوئی کرپشن کی ہے تو وہ کرپشن کھل کر سامنے آئے اور اس کرپشن کے حوالے سے جو لوگ بھی احتجاج کریں، فوج حکومت کو یہ اجازت نہیں دے گی کہ اس احتجاج کو بے دریغ کچل دیا جائے۔ لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ فوج، اس حوالے سے پورا پریشر ڈالے گی اور کوشش کرے گی کہ یا تو نواز شریف چیف جسٹس کی سربراہی میں کمیشن بنا کر کوئی کمیٹی قائم کرنے پر تیار ہو جائیں اور وہ فورینزک آڈٹ کے ذریعے ساری بات کو کھول کر رکھ دے، یا کوئی ایسا طریقہ کار اپنائے جس سے اپوزیشن (خاص طور پر تحریک انصاف) مطمئن ہو جائے کیونکہ اس وقت حکومت کو صرف تحریک انصاف ہی ٹف ٹائم دے گی۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے لیے یہ بہتر ہے کہ وہ ایک ایسا کمیشن تشکیل دے جس پر سب راضی ہو جائیں۔ کمیشن کی کارروائی کے بعد اگر وہ بے قصور ثابت ہو جائے تو ان کی اخلاقی پوزیشن باقی وقت حکومت کرنے کے لیے بہتر ہو جائے گی۔

سوال: آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اگر چیف جسٹس کی سربراہی میں کمیشن بنتا ہے تو پھر تو کوئی مسئلہ نہیں؟

ایوب بیگ مرزا: بالکل کوئی مسئلہ نہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ اگر چیف جسٹس کی سربراہی میں کمیشن بنا تو سب اس کا فیصلہ قبول کریں گے اور جو قبول نہیں کرے گا، عوام اس کو رد کر دیں گے۔

سوال: آپ کیا سمجھتے ہیں کہ نان اسٹیٹ ایکٹرز کسی بھی جگہ پر، چاہے وہ کچے کے علاقے میں ہوں یا کے پی کے میں یا اسلام آباد میں جلوس لے کر چل پڑیں تو وہ حکومت کو مفلوج کر دیتے ہیں، ایسا طرزِ عمل کیا قومی مفاد میں ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ارشاد احمد عارف صاحب نے بالکل صحیح بات کی ہے کہ اس میں حکومت کا اپنا قصور ہوتا ہے۔ کچے کے علاقے میں سردار جعفر خان لغاری ایم این اے ہیں۔ نصر اللہ اور آصف مزاری ایم پی اے ہیں اور خاص طور پر شیر علی گورچانی ایم پی اے بھی ہیں اور پنجاب اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر بھی۔ ان سب کے کریمنل گینگ کے ساتھ بڑے گہرے تعلقات ہیں اور پھر ہمارے ہاں رائج نظام میں تھانے کا ایس ایچ او اور ایس پی، ایم این اے اور ایم پی اے کی مرضی کے خلاف تعینات نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ صورتحال ہوگی تو جرائم پیشہ گروہ کیسے ختم ہوں گے۔ انہیں

صوبے کا وزیراعلیٰ اور ملک کا وزیراعظم بھی ختم نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ ایم پی اے ناراض ہو جائے گا اور ایم پی اے کے ناراض ہونے کا مطلب ہے کہ خود چیف منسٹر کی کرسی خطرے میں جا سکتی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس سے پہلے چھوٹو گینگ کے خلاف سات آپریشنز ہو چکے ہیں اور ان کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے ساتھ معاہدے ہو گئے جیسے کسی دوسرے ملک کے ساتھ امن معاہدہ ہوتا ہے کہ تم ہمارے فوجی چھوڑ دو ہم تمہارے فوجی چھوڑ دیتے ہیں۔ اسے اس طرح کے معاہدوں کے بعد کلین چٹ دی گئی اور اسے راستہ دیا گیا۔

سوال : وہ پولیس جو منہاج القرآن جیسے واقعات میں شیر نظر آتی ہے لیکن چھوٹو گینگ کے سامنے بھیگی بلی بنی ہوئی ہے، اس کی Capability پر آپ کیا کہیں گے؟

ایوب بیگ مرزا : اس میں کچھ معاملہ اس طرح کا بھی ہے کہ فوج چاہتی تھی کہ جنوبی پنجاب میں بھی وہ خود آپریشن کرے لیکن سول حکومت کے تحفظات تھے کہ کہیں فوج سندھ کی طرح پنجاب کے انتظامی معاملات میں بھی دخیل نہ ہو جائے۔ اس لیے حکومت نے کہا کہ فوج کو آپریشن کرنے کی ضرورت نہیں، ہم خود سنبھال لیں گے۔ تب فوج نے آئی جی پولیس، ایم پی ایز اور ڈی سی اوز پر آپریشن کے لیے دباؤ بڑھانا شروع کیا تو ڈی سی اوز نے یہ رپورٹ دی کہ آپ ہمیں 25 دن کی مہلت دیں، ہم اپنی تیاری کریں گے اور پورا ہوم ورک کر کے ایکشن لیا جائے گا۔ لیکن شہباز شریف کے سر پر چونکہ تلوار لٹک رہی تھی کہ کہیں فوج پہل نہ کر دے اس لیے اس نے کہا کہ فوری آپریشن کرو۔ آئی جی پولیس نے بھی دباؤ میں آ کر دونوں ڈی سی اوز سے کہا کہ اگر آپ آپریشن کے لیے تیار نہیں ہیں تو میں اکیلا جا کر آپریشن کروں گا۔ لہٰذا پولیس اس طرح کا احمقانہ آپریشن کرنے پر مجبور ہوئی۔ جس کے نتیجے میں ہماری 7 قیمتی جانیں چلی گئیں اور 24 افراد کو یرغمال بنا لیا تھا جو فوجی کارروائی سے رہا ہوئے۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

اہم اعلان

بسلسلہ کلیۃ القرآن لاہور (قرآن کالج)

درس نظامی (8 سالہ کورس) کے درجہ اولیٰ میں داخلے کے خواہشمند طلبہ اور ان کے والدین نوٹ فرما لیں کہ بعض انتظامی اور درسی وجوہ کے پیشِ نظر کلیۃ القرآن میں نئے داخلوں کی پالیسی میں اہم تبدیلیوں کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس فیصلے کے مطابق اس سال سے:

1 صرف میٹرک پاس طلبہ کو داخلہ دیا جائے گا۔
2 داخلے رمضان المبارک کی 15 تاریخ تا شوال کی 10 تاریخ جاری رہیں گے۔
3 داخلوں کے تفصیلی شیڈول کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔
4 مفت رہائش، کھانے اور مفت تعلیم کی سہولت صرف مستحق اور ذہین طلبہ کو دی جائے گی۔
5 درس نظامی کے طلبہ کے لیے ایف اے، بی اے اور ایم اے کی ریگولر کلاسز کا انتظام بھی ہے۔

المعلن: پرنسپل کلیۃ القرآن، اتاترک بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور
رابطہ: 0301-4882395 042-35833637

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں
تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان
ماہنامہ میثاق لاہور
اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
شمارہ مئی 2016ء شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ

مشمولات

☆ خلافت کے بغیر آزادی ممکن نہیں — ادارہ
☆ رحمتِ الٰہی کی وسعت اور توبہ کی فضیلت (مطالعۂ حدیث) — ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ قرآن کریم کی اصولی باتیں (۹) — ڈاکٹر عمر بن عبداللہ المقبل
☆ قومی یکجہتی میں مسجد و مدرسہ کا کردار — انجینئر مختار فاروقی
☆ رَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللهِ — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ غامدی صاحب کا جوابی بیانیہ، دستورِ پاکستان اور قادیانیت — شکیل عثمانی
☆ حاجی عبدالواحد صاحبؒ کی یادداشتیں (۶) — پروفیسر حافظ قاسم رضوان

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!
☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 30 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون (اندرون ملک) 300 روپے
مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور

نبی مکرم ﷺ بحیثیت......مثالی شوہر

محمد اسحٰق

نبی اقدس ﷺ انسان کامل تھے۔ آپ ﷺ کی زندگی کا ہر گوشہ اور آپ ﷺ کے کردار کا ہر رخ ہر انسان کے لیے زندگی گزارنے کا آفاقی، دائمی اور بہترین لائحہ عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو انسانوں میں سے پیدا کیا اور انسانوں کی طرح پیدا کیا، اور آپ ﷺ نے انسانوں کی طرح سے اپنی پوری زندگی گزاری۔ آپ ﷺ بیٹے بھی تھے اور باپ بھی، شوہر بھی تھے اور عمر میں چھوٹے بھی تھے اور بزرگ بھی۔ آپ ﷺ نے تجارت بھی کی اور فوجیں بھی لڑائیں، حکمرانی بھی کی اور محنت کشی بھی، آپ ﷺ ہر حیثیت سے شاہراہ حیات پر ایسے نقوش قدم چھوڑ گئے ہیں جو قیامت تک نمونہ اور معیار بنے رہیں گے۔

''بے شک تمہارے لیے رسول ﷺ کی زندگی قابل تقلید نمونہ ہے۔'' (سورۃ الاحزاب: 21)

چنانچہ ایک شوہر اور رفیق حیات کی حیثیت سے نبی اقدس ﷺ کا جو کردار ہے وہ ہر شوہر کے لیے ایک نمونے کا کردار ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے مسلمان شوہروں کے لیے آپ ﷺ کے چند احکامات ملاحظہ فرمائیے۔

''تم میں سے سب سے بھلا آدمی وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لیے بھلا ہو۔'' (ترمذی، دارمی، ابن ماجہ)

ایک بار ایک ایسے صحابی ؓ کو جو زہد و عبادت کی طرف زیادہ متوجہ تھے اور اس کی وجہ سے وہ اپنے ''اہل خانہ'' سے غافل رہتے تھے۔ آپ ﷺ نے بلایا اور فرمایا:

''اور تمہاری رفیقہ کا بھی (تو) تم پر حق ہے۔'' (بخاری)

صنف ضعیف کے حقوق کا سرکار اقدس ﷺ کو کتنا خیال تھا، اس کا اندازہ اس سے کیجیے کہ آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں جن اہم مسائل پر احکام و نصائح فرمائے تھے ان میں عورت کے حقوق کا مسئلہ بھی تھا۔ فرمایا:

لوگو! عورتوں کے حق میں میری نصیحت کو مانو کہ یہ تمہارے ہاتھوں میں قید ہیں۔ تم اس کے سوا کسی بات کا حق نہیں رکھتے، لیکن یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کے کام کریں۔ فعظوھن تو ان کو آرام سے سمجھاؤ، پھر بھی اگر وہ نہ مانیں اور ویسا ہی کریں واھجروھن فی المضاجع تو ان کو خواب گاہ میں علیحدہ کر دو۔ واضربوھن اور ان کو ہلکی مار، مارو۔ فان اطعنکم تو اگر وہ تمہاری بات مان لیں، فلا تبغوا علیھن سبیلا تو پھر ان پر الزام لگانے کے پہلو نہ ڈھونڈو، بے شک تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔

''تمہارا حق تمہاری عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر کو دوسروں سے پامال نہ کرائیں، جن کو (یقینا) تم پسند نہیں کرتے، اور نہ تمہارے گھروں میں ان کو آنے کی اجازت دیں، جن کا آنا تم کو پسند نہیں۔ اور ہاں! ان کا حق تم پر یہ ہے کہ ان کے پہنانے اور کھلانے میں نیکی کرو۔'' (ابن ماجہ)

آپ ﷺ نے بیوی کے حقوق کی وضاحت ایک اور موقع پر ایک سوال کے جواب میں یوں فرمائی۔ ''بیوی کا حق شوہر پر یہ ہے کہ جب خود کھائے، اس کو کھلائے، جو خود پہنے اس کو پہنائے، نہ اس کے منہ پر تھپڑ مارے، نہ اس کو برا بھلا کہے، نہ گھر کے علاوہ (سزا کے لیے) اس کو علیحدہ کرے۔'' (ابن ماجہ)

ایک شوہر کی حیثیت سے حضور ﷺ کیسے تھے؟ اس کا جواب عرض کرنے سے پہلے ہم یہ سوچتے چلیں کہ ایک اچھے شوہر کے لیے عمومی شرائط کیا ہونی چاہئیں۔

اچھا شوہر بننے کی شرائط

اچھا شوہر بننے کے لیے کل چار شرائط ہیں:

پہلی شرط...... یہ کہ وہ بیوی کے لیے محبت کوش ہو۔

دوسری شرط...... یہ ہے کہ اس کی ضروریات اور خواہشات کا حتیٰ الامکان پورا پورا خیال رکھے۔

تیسری شرط...... یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے بیوی کی جائز فرمائشوں اور خواہشوں کی تکمیل و تعمیل میں سعی کرے، اگرچہ وہ خود اس کے مزاج کے خلاف ہی ہوں۔

چوتھی شرط...... یہ ہے کہ اگر ازواج ایک سے زائد ہوں تو پھر اپنی محبت، وقت، مال اور توجہات کو ان میں ٹھیک اور عادلانہ طور پر تقسیم کرے۔

مثالی شوہر کا کردار

اب شرائط بالا کی روشنی میں ایک مثالی شوہر کا کردار ملاحظہ ہو۔

جہاں تک شرط اول، محبت کوش ہونے کا تعلق ہے، اس کے لیے تو کچھ سوچنا ہی تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ وہ پاک اور مقدس ہستی جو سراپا محبت تھی، محبت کوش ہی نہ تھی بلکہ محبت کیش تھی۔ جس کا پیغام محبت کا پیغام تھا، جس کا مشن محبت کا مشن تھا، جس نے محبت اور صرف محبت ہی کے زور پر ساری دنیا کو فتح کیا تھا، جسے دوستوں ہی سے نہیں بلکہ دشمنوں سے بھی محبت تھی۔ ایسے محبت کیش کی محبت کوشیوں کا کیا ٹھکانا ہوگا! اور وہ بھی اپنی ازواج مطہرات کے لیے۔

عورتوں کے حقوق یالذوذ؟

آپ ﷺ نے چھٹی صدی عیسوی کے عرب معاشرے میں عورت سے جیسی محبت کر کے دکھائی اور کرنا سکھلائی، اس کا اندازہ کرنے کے لیے خلیفہ ثانی سیدنا حضرت عمر ابن الخطاب ؓ کا یہ قول پڑھیے۔

''ہم لوگ اسلام سے قبل عورتوں کو کچھ (بھی) نہیں سمجھتے تھے۔ اسلام نے عورتوں کے لیے احکام نافذ کیے اور (بے شمار) حقوق مقرر کیے۔'' (بخاری)

ان احکام و ہدایات کا کیا اثر ہوا؟ عورت کو کیا حقوق ملے؟ اس کا جواب بھی سیدنا عمر ابن الخطاب ؓ اپنے اسی ارشاد کے دوسرے حصے میں دیتے ہیں:

''ایک بار میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیئے۔'' (بخاری)

جانور سے بدتر عورت کا درجہ معاشرے میں کتنا بلند ہو گیا، اور ذہن کتنے بدل گئے کہ عورت ڈانٹ سن کر خود بھی اسی انداز میں جواب دیتی ہے اور اصل حصہ اس داستان کا یہ ہے کہ شوہر گھر کی ''جھڑپ'' کا حال باہر کے لوگوں کو خود سنا رہا ہے! شکایتاً نہیں، فخر یہ لہجے میں! یہ تو خلیفہ دوم سیدنا حضرت عمر ؓ تھے اس سے بھی ایک دلچسپ واقعہ خود نبی اقدس ﷺ کا ملاحظہ فرمائیے۔

عورتوں کے حقوق کے اصل ہیرو، اور عالم اسلام میں حقوق نسواں کے سب سے بڑے داعی ﷺ نے اپنی رفیقہ حیات کو عملاً کتنی آزادی دے رکھی تھی اور کتنے زیادہ حقوق عطا فرما رکھے تھے؟ صرف دوسروں کو نصیحتوں اور

ہدایتوں تک بات ختم نہیں کی تھی بلکہ خود اپنے گھر میں عمل کر کے دکھایا تھا۔

مثالی شوہر اور معیاری زوجہ

ایک بار نبی اقدس ﷺ اپنی حبیبہ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے کسی موضوع پر مصروف کلام تھے، یقیناً کسی خانگی اور نجی مسئلے پر گفتگو تھی۔ لے ذرا بڑھ گئی جذبات ذرا تلخ ہو گئے۔ سرکار ﷺ ایک تو حلیم تھے، دوسرے عملاً مساوات کی تربیت کرنی تھی۔ اس لیے طرفین میں سے سیدہ حضرت عائشہ حمیرا ؓ ہی کے الفاظ میں بھی ترشی تھی، اور لہجہ بھی بلند تھا۔ میاں بیوی میں ابھی بات چیت چل رہی تھی۔ خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر ؓ آ نکلے۔ وہ ادھر سرکار ﷺ کے جانثار تھے، تو ادھر حبیبہ رسول اللہ کے پدر بزرگوار بھی، گویا دو چند ذمہ داری حضرت صدیق اکبر ؓ نے محسوس کی اور باپ اپنی بیٹی کی سرزنش کے لیے طیش میں آگے بڑھے اور گرجے:

’’ہائیں! تو رسول ﷺ کے سامنے آواز اونچی کرتی ہے۔‘‘ اور ساتھ ہی ہاتھ بھی (مارنے کے لیے) بلند کیا۔ مگر بیٹی اپنے غضبناک باپ کی سرزنش سے صاف صاف بچ نکلی کس نے بچالیا؟

حقوق نسواں کے مبلغ اعظم (ﷺ) بیچ میں حائل ہو گئے۔

سلام اس پر کہ جس نے عورتوں کی دستگیری کی

جناب صدیق اکبر ؓ کے خشم و غضب کا پارہ کتنی ہی بلندی پر کیوں نہ چڑھ گیا ہو، جس فعل میں ان کے حبیب رسول اللہ ﷺ حائل و مانع ہوں اس کی تکمیل کی انہیں کیا جرأت ہو سکتی تھی؟ غضب پر ادب غالب آیا اور وہ صدیق وعتیق والے مقام پر لوٹ گئے۔ یوں میاں بیوی کی بات چیت اس نئے فریق کے بیچ میں کودنے سے ختم ہو گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہوگا۔

’’کیوں حمیرا! آج تو میں نے بچا ہی لیا ورنہ ابا اچھی طرح خبر لے ڈالتے۔‘‘

اور سیدہ حمیرا ؓ کھل کھلا کر ہنس دی ہوں گی۔ اور رحمت عالم کا قلب مبارک بھی فوراً مسرت سے لبریز ہو گیا ہوگا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرا مشن کس قدر کامیاب ہو رہا ہے۔ یہ صنف ضعیف اپنی ’’خودی‘‘ کو پہچانتی جا رہی ہے۔

جناب صدیق ؓ چند روز بعد پھر کاشانۂ نبوت پر حاضر ہوئے تو آج رنگ دوسرا تھا۔ مثالی زوج اور معیاری زوجہ آج حسبِ معمول خوش دلی اور خوش مزاجی کی حالت میں تھے۔ جناب صدیق ؓ کے دل کی کلی کھل اٹھی اور عرض کیا۔

’’میں جنگ میں کود پڑا تھا اب صلح میں بھی مجھے شریک کر لیجیے۔‘‘

سرکار ﷺ مسکرا دیئے اور فرمانے لگے ’’ہاں ہاں! ضرور!‘‘

حضور نبی اقدس ﷺ نے صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کو اپنی بیویوں کے حقوق ادا کرنے پر جس طرح بار بار اور بہ تکرار متوجہ فرمایا ہے، اس کے نتیجے میں چند سال کے اندر صنف ضعیف کو جو آزادی حاصل ہو گئی تھی، اس کا اندازہ بھی آستانہ نبویؐ کے ایک واقعہ سے ہو سکتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ کی ازواج مطہرات کو حضور ﷺ سے بربنائے بشریت کبھی کبھی کچھ عارضی شکوہ بھی ہو جاتا تھا۔ ممکن ہے اس رنج اور شکوے کی کوئی حقیقت اور اساس ہوتی ہی نہ ہو۔ اور یہ ’’ناز‘‘ کا ایک انداز ہی ہوتا ہو۔

بہر حال! ازواج مطہراتؓ کبھی کبھی اپنے شکوے کا اظہار نبی پاک ﷺ سے کیا کرتی تھیں۔ یہ اظہار کس شان سے ہوتا تھا؟ یہ بھی سننے کی چیز ہے۔ یہ بھی حضور ﷺ کی ہمہ جہتی تربیت کا شاہکار ہے۔ اس انداز شکایت کی مثال خود سرکار دو عالم ﷺ کی زبان مبارک سے سنئے۔

آپ ﷺ نے ایک بار سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے فرمایا۔ جب تو مجھ سے ناخوش ہوتی ہو تو میں سمجھ جاتا ہوں۔‘‘

جناب عائشہ ؓ نے دریافت کیا۔ ’’وہ کیسے‘‘

آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو اور تمہیں کسی بات پر قسم کھانی ہوتی ہے تو پھر محمد ﷺ کے خدا کی قسم کہتی ہو اور جب مجھ سے خوش نہیں ہوتی ہو تو ابراہیم کے خدا کی قسم کہتی ہو۔‘‘

حبیبہ رسول ﷺ نے عرض کیا۔ ’’جی ہاں رسول اللہ ﷺ (میں ناخوشی میں) صرف آپ ﷺ کا نام چھوڑ دیتی ہوں۔‘‘

دیکھا آپ نے؟ بیوی ناخوش ہونا بھی جان گئی ہے اور اس میں اپنی ناخوشی کے اظہار کی برملا جرأت بھی پیدا ہو گئی ہے کیا آپ کو اس پر کوئی حیرت نہیں ہو رہی ہے؟ اگر چھٹی صدی عیسوی میں پوری دنیا کی اخلاقی و معاشرتی حالت آپ کے سامنے ہے اور اس دور کے عرب کی عورت کی حالت زار کا نقشہ آپ بھول نہیں گئے ہیں تو آپ کی حیرت کی کوئی حد نہیں ہوگی۔

فصلوا علیہ وسلموا تسلیما

جو حقوق صنف نازک کے لیے ہو سکتے تھے اور موزوں تھے، وہ اسلام نے اس کو دے دیئے۔ حقوق نسواں کی علمبردار مختلف تنظیمیں اور آزادئ نسواں کی چیمپین عورتیں عورت کے جن حقوق کے حصول کے لیے سرگرداں ہیں وہ درحقیقت حقوق نہیں ’’لذوذ‘‘ (لذت کی جمع) ہیں، ورنہ حقوق تو عورت کو مل چکے ہیں۔

نبی کریم ﷺ اور حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کے عمر میں بہت فرق تھا۔ ایک ذہین اور طباع اور پھر کمسن لڑکی کا مزاج، مذاق، رنگ طبیعت، انداز فکر، دلچسپیاں، غرض ہر چیز ایک پختہ عمر، سنجیدہ متین، ثقہ اور ذمہ دار شوہر سے مختلف ہونی چاہیے۔ اور پھر شوہر سرکار ﷺ کا سا، جن کے دوش پر ساری دنیا کی قیادت کا بار تھا، جن کے دل میں ساری انسانیت کی اصلاح کا جذبہ تھا، جن کے ذہن میں سارے عالم کے لیے ایک نئے اور عظیم تر انقلاب کے منصوبے پرورش پا رہے تھے۔ جن کو شوق تھا آدمی کو انسان بنانے کا، جن کو فکر تھی نئے خطوط پر تشکیل جذبہ کی۔ مختصر یہ کہ نبی اقدس ﷺ کی دلچسپیاں سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی دلچسپیوں سے جدا نوعیت کی تھیں، یا یوں کہیے کہ ان کے مزاجوں میں اتنا ہی بُعد تھا جتنا کہ بڑھاپے اور جوانی میں ہوتا ہے لیکن دوسروں کے جذبات کا پاس کرنا بھی تو آپ ﷺ سکھانا چاہتے تھے، دوسرے کی جائز خواہشوں کو حتی الامکان پورا کرنا بھی آپ ﷺ ضروری سمجھتے تھے۔

عید کا دن تھا۔ چند حبشی باشندے حرم نبویؐ کے قریب ایک تماشا دکھا رہے تھے۔ بہ تقاضائے عمر حضرت صدیقہ ؓ نے یہ تماشا دیکھنے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ سرکار ﷺ دروازے میں کھڑے ہو گئے اور ام المومنین ؓ حضور پاک ﷺ کے دوش مبارک پر ٹھوڑی رکھ کر تماشا دیکھنے لگیں، اور دیر تک دیکھتی رہیں، ایک بار آپ ﷺ نے دریافت فرمایا۔ ’’کیوں حمیرا! جی نہیں بھرا۔‘‘ حبیبہ رسول اللہ ﷺ نے بے تکلف انکار کر دیا۔ ’’ابھی نہیں بھرا‘‘ چنانچہ آپ ﷺ یونہی کھڑے رہے یہاں تک کہ خود حضرت صدیقہ ؓ تھک کر ہٹ گئیں۔

ازواج کے ابتدائی زمانے میں تو آستانہ نبویؐ میں حضرت صدیقہ ؓ کی بہت ہی کمسن سہیلیاں جمع ہو جایا کرتی تھیں۔ سرکار ﷺ اندر تشریف لاتے تو وہ بھاگ جاتیں مگر آپ ﷺ ان کو بلا لیا کرتے تھے۔

ابتدائی زمانے میں حضرت صدیقہ ؓ گڑیاں تک کھیلا کرتی تھیں۔ آپ ؓ نہ صرف اس کھیل میں حارج ومانع نہیں ہوتے تھے بلکہ کبھی کبھی کسی کھلونے کے متعلق سوال بھی فرمالیا کرتے تھے، اور بھول پن کا کوئی جواب سن کر مسکرادیتے۔

شادی کے چند دن بعد ایک بار خود آنحضرت ﷺ کی تحریک پر آپ دونوں میں دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ حضرت عائشہ ؓ چھریرے بدن کی تھیں، آگے نکل گئیں۔ پھر بہت دنوں کے بعد جب سیدہ ؓ کا عمر کے ساتھ بدن بھی بھاری ہو گیا تھا، ایک بار پھر دوڑ ہوئی۔ اب کے میدان حضور ﷺ کے ہاتھ رہا۔ حضور ﷺ نے پہلا مقابلہ یاد دلا کر فرمایا۔

''آج اس دن کا بدلہ ہوگیا۔''

ایک دفعہ عید کا دن تھا حرم نبویؐ میں کچھ بچیاں جمع ہو کر گانے لگیں آپ ﷺ لیٹے ہوئے تھے آپ ﷺ نے منہ ڈھانپ لیا، لڑکیاں گاتی رہیں۔ اتفاقاً ابوبکرؓ آ گئے اور بچیوں کو ڈانٹنے لگے آپ ﷺ نے روک دیا۔ ''ان بچیوں کو گانے دو، یہ ان کی عید کا دن ہے۔''

ایک بار سفر میں ازواج مطہرات بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھیں۔ ساربانوں نے اونٹوں کو دوڑانا شروع کر دیا تو آپ ﷺ کو خواتین کا خیال آ گیا اور ساربانوں سے فرمایا۔ ''ذرا دیکھ کر، یہ آبگینے (عورتیں) بھی ساتھ ہیں۔''

اور سچ ہے کہ آپ ﷺ نے ان آبگینوں کی نزاکت کا پورا پورا خیال رکھا۔ صنف لطیف کے مزاج کی نزاکت کا آپ ﷺ نے ہر قدم اور ہر ہر بات میں اس طرح لحاظ فرمایا کہ ہر کوئی تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ بے شک حضور ﷺ ایک مثالی شوہر تھے۔

❁❁❁

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ حیدرآباد، لطیف آباد کے ملتزم رفیق محترم محمد بچل لاکھو پھیپھڑوں کی بیماری میں مبتلا ہے اور ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔

☆ مقامی تنظیم چشتیاں کے رفیق محمد حسین فالج کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔

اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''قرآن اکیڈمی K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور'' میں

13 تا 15 مئی 2016ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0323-4475001 0333-4562037 042-37520902 042-35442290

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36316638-36366638(042)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ

''31/1 فیض آباد ہاؤسنگ سوسائٹیز، فلائی اوور برج، سیکٹر I-8/4 اسلام آباد (دفتر حلقہ پنجاب شمالی)'' میں

13 تا 15 مئی 2016ء (بروز جمعہ نماز عصر تا اتوار نماز ظہر)

مدرسین کورس

(نئے ومتوقع مدرسین کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 051-4434438، 0333-5382262، 0333-5567111

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36316638-36366638(042)

ضرورت ہے

شیخوپورہ روڈ پر واقع ایک تجارتی ادارے کو مارکیٹنگ ڈیپارٹمنٹ میں کام کرنے کے لیے محنتی، ہونہار اور قابل بھروسا نوجوان کی فوری ضرورت ہے۔ تعلیمی قابلیت کم از کم فریش بی اے، بی کام ہو۔ تنخواہ اور مناسب مراعات دی جائیں گی۔ برائے رابطہ: 0333-4482381

خانیوال میں درس قرآن

23 اپریل کو بعد نمازِ عصر مقامی امیر محمود احمد بھٹی کی رہائش گاہ پر ایک درس قرآن کا اہتمام کیا گیا۔ قائم مقام امیر حلقہ جنوبی پنجاب جناب سلیم اختر نے درس دیا۔ انہوں نے سورۃ النساء اور سورۃ العصر کی آیات کی روشنی میں ''صراط مستقیم اور شیطان کا چیلنج'' کے موضوع پر تفصیلی خطاب کیا۔ تقریباً 30 رفقاء واحباب نے پروگرام میں شرکت کی۔

تنظیم اسلامی ممتاز آباد کا شب بیداری پروگرام

شب بیداری پروگرام 23 اپریل بعد نماز مغرب Z بلاک نیو ملتان میں جامع مسجد اسماء بنت ابوبکرؓ میں منعقد ہوا۔ رفیق تنظیم ملتان شہر جناب محمد سلمان صدیقی نے ''خواتین کی عظمت'' اور اسلام میں پردے کے احکام پر گفتگو کی۔ نماز عشاء کے بعد ''داعی کی تڑپ'' کے عنوان سے ایک کتاب سے اقتباس سامعین کو سنایا گیا۔ اس کے بعد جناب شہزاد احمد صدیقی نے سیرت صحابہ کرامؓ کے حوالے سے اسماء بنت ابوبکرؓ کی سیرت کے واقعات سنائے۔ پروگرام کے آخر میں امام مسجد نے مسجد میں جاری تعلیمی وتربیتی پروگرام کے بارے میں شرکاء کو بتایا۔ رات پونے دس بجے دعا پر پروگرام ختم ہوا۔ پروگرام میں 35 خواتین سمیت تقریباً 80 افراد نے شرکت کی۔ اہل علاقہ نے پروگرام کو پسند کیا اور خواہش کا اظہار کیا کہ ہر ماہ اس مسجد میں یہ پروگرام رکھا جائے۔ (مرتب: شوکت حسین انصاری)

تنظیم اسلامی سکھر کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع

سہ ماہی تربیتی اجتماع 17 اپریل 2016ء کو مرکز تنظیم اسلامی سکھر میں منعقد ہوا۔ اجتماع کی پیشگی اطلاع بذریعہ خط تمام ذیلی نظم کو کردی گئی تھی۔ اجتماع کا آغاز حافظ ثناء اللہ گبول کی تلاوت سے ہوا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مقامی امیر سکھر جناب عرفان طارق ہاشمی نے سر انجام دیے۔ درس قرآن کی سعادت حافظ ثناء اللہ نے حاصل کی۔ انہوں نے سورۃ النور کی روشنی میں اجتماعیت کی اہمیت کے موضوع پر تفصیلی درس دیا۔

درس حدیث کا شرف محترم احمد صادق سومرو نے حاصل کیا۔ درس کا موضوع ''فکر آخرت'' تھا۔ احمد صادق سومرو نے حضرت انسؓ سے مروی اس حدیث کا حوالہ دیا۔ جس میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کا غم، آخرت کا غم بن جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ''اس دنیا سے'' غناء پیدا کردیتے ہیں، اس کے معاملات کو سمیٹ دیتے ہیں اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے اور جس شخص کا غم دنیا بن جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان فقر لکھ دیتے ہیں اور اس کے لیے اس کے معاملات کو بکھیر دیتے ہیں اور دنیا میں اسے وہی ملتا ہے جو اللہ نے اس کے لیے مقدر کر دیا ہے۔ لہٰذا ہمیں دنیا کے بجائے آخرت کی فکر کرنی چاہیے تاکہ ہمارا رب راضی ہو جائے۔

محترم ڈاکٹر حافظ خالد شفیع نے موجودہ حالات میں تنظیم اسلامی کا مؤقف اور لائحہ عمل پر معلوماتی نوعیت کی گفتگو کی۔ پونے ایک بجے بانی محترم کا وڈیو خطاب اقامت دین میں ''سست روی'' کے اسباب چلایا گیا لیکن ریکارڈنگ درست نہ ہونے کے سبب اسے روک دیا گیا اور امیر حلقہ محترم حافظ خالد شفیع کی باہمی مشاورت سے مذاکرہ کا انعقاد کیا گیا جس میں مقامی امراء، نقباء اور منفرد بزرگ رفقاء سے دعوتی کام کی نوعیت، کام کرنے کا طریقہ اور توسیع دعوت کے حوالے سے اپنے تجربات Share کرنے کا کہا گیا۔ ہر ایک رفیق نے باری باری اپنے خیالات حاضرین کے سامنے رکھے۔ پروگرام میں 40 رفقاء شریک ہوئے۔

(رپورٹ: نصر اللہ انصاری، سکھر)

امیر حلقہ جنوبی پنجاب کا دورہ بہاول پور

قائم مقام امیر حلقہ جنوبی پنجاب جناب محمد سلیم اختر 24 اپریل کو صبح نو بجے مرکز تنظیم مدینہ ٹاؤن بہاول پور پہنچے۔ جہاں تنظیم کا ماہانہ پروگرام صبح سے جاری تھا۔ ساڑھے نو بجے جناب سلیم اختر نے ''اسلام میں خواتین کی عظمت'' کے موضوع پر سیر حاصل خطاب کیا۔ انہوں نے تاریخی حوالوں سے بتایا کہ کس طرح تاریخ میں خواتین کی آزادی کی تحریکیں اٹھیں اور عورت کی آزادی کے نام پر اس صنفِ نازک پر کیا گیا مظالم ڈھائے گئے۔ اسلام سے قبل عورت کو انسان بھی تسلیم نہیں کیا جاتا تھا بلکہ اس کو جانوروں کی طرح بیچا جاتا تھا۔ اسلام نے عورت کو ماں کا درجہ دیا، بہن کا درجہ دیا، بیٹی کا درجہ دیا، بیوی کا درجہ دیا، اس کے حقوق متعین کیے۔ لڑکیوں کی پرورش وتربیت پر حضور اکرم ﷺ نے جنت میں اپنے ساتھ ہونے کی خوشخبری دی۔ قائم مقام امیر حلقہ نے بتایا کہ غیر مسلموں نے خصوصاً یہودیوں نے اپنے احکامات عشرہ کے خلاف دنیا میں کام کیا۔ اور عورت کو آلہ بنا کر دنیا میں بے حیائی، فحاشی و عریانی کو فروغ دیا۔ عورت اپنا مقام پہچانے اور مغرب کے دھوکے سے بچے۔ تقریباً 55 افراد نے یہ خطاب سنا۔ (مرتب: شوکت حسین انصاری)

ضرورت رشتہ

☆ سعودیہ میں مقیم 30 سالہ کشمیری بٹ، ایم بی اے لڑکے کے لیے دینی مزاج کی حامل، صوم وصلوٰۃ کی پابند باپردہ، خوب سیرت وصورت دوشیزہ کا رشتہ درکار ہے۔ صرف والدین رابطہ کریں۔ (میرج بیورو سے معذرت)

برائے رابطہ: 0331-4058697

☆ اردو سپیکنگ فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 28 سال، تعلیم بی ایس سی، ڈپلومہ آرکیٹیکچر، برسرروزگار کے لیے دینی مزاج کی حامل، گریجویٹ، صوم وصلوٰۃ اور شرعی پردہ کی پابند عمر 22 سال تک کی لڑکی کا رشتہ درکار ہے ـــــــ اور بیٹی، عمر 19 سال، صوم وصلوٰۃ اور شرعی پردہ کی پابند تعلیم بی ایس سی آنرز (جاری)، قد 5 فٹ، امور خانہ داری میں ماہر کے لیے دینی مزاج کے حامل گریجویٹ، عمر 25 سال تک برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0303-2646047

دعائے مغفرت

اِنّا للہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

☆ نیوملتان کے رفیق راؤ محمد اقبال انجم کے والد وفات پا گئے

☆ سوات تنظیم کے ملتزم رفیق جواد خان کی دادی وفات پا گئیں

☆ ملتان غربی کے رفیق فہیم مشتاق خان کی خالہ اور شہریار خان کی پھوپھی وفات پا گئیں

☆ ہارون آباد شرقی کے رفیق محمد تنویر احمد کے برادر نسبتی وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ

فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Need for a thorough surgery

Written by: Muhammad Faheem

Every individual of this pitiful nation is under the clutches of debt. According to one estimate each Pakistani citizen from a baby to an old-aged person is to share more than one hundred thousand rupees of foreign loan which our respective rulers have been getting from the foreign sources. We, as a nation have to pay back in millions every year as return installment for debt and interest servicing to the loaning agencies IMF, World Bank etc. meaning thereby that a major portion of our GDP is drained out under this compulsion. This forces us to beg for further loans to cover the deficit and we are plunged into the vicious circle never to come to an end. The interesting thing is that our finance ministers, in any government have never been able to guide their team of experts to explore indigenous resources and make this nation stand on its own feet. They cannot be excelled in the skill of getting loans of any magnitude. This situation has left no chance of hope for us that we will ever be able to get self-sufficiency in the economic field at the national level, using our own available resources. This national failure in the economic matters has dissected the society into two different classes of 'haves' and 'have-nots' *(Umara wa Ghuraba)* whose interests are quite apart and conflicting. The rulers, most often, are empire builders out of the corruption and the business they are carrying covertly or overtly mostly using the state influence and authority. To boost up their commercial activities and to safeguard their illicit wealth the ruling elite have to deploy all the fraudulent and deceitful tactics which have been coined globally to save the interest of the capitalist class. Amongst these hideouts are the offshore companies which have been burning topic of the day since the Panama Leaks have surfaced. These are the hideouts which give protection to the wealth of the capitalist class, albeit legal or illegal but immoral by all definitions. The capital hoarded through tax evasion, money laundering, smuggling, drug trafficking and corruption of all types finds safe havens in these offshore companies which are the enterprises of the most powerful mafia the world over. It is this facet which is easily available to the wealth hoarders of poor countries like Pakistan. This money is invested for further multiplication so as to further fatten the bellies of those greedy capitalists who have very little sympathy with the poor back in his native country. Had he owned an iota of human feeling, the wealthy class would have invested this money in its own country so as to help the nation in building its economy and create employment opportunities.

Unfolding of the Panama Papers has been an event of great alarm and concern for those involved in the fraud investment and a threat particularly for those in the ruling hierarchy of their respective states. Unfortunately, the three children of our own PM, Nawaz Sharif, are named in the papers as holders of offshore companies. The opposition leaders of the country in general and head of the PTI in particular have unanimously voiced against this episode and demanded an open and fair investigation through a judicial commission headed by the Chief Justice of Pakistan, which after a tremendous amount of fuss, the government has finally agreed to establish, albeit, tied to Terms of Reference (TORs) which are outrageously inapplicable. Being under enormous pressure Nawaz Sharif has fielded some of his ministers to encounter the opposition allegations. It is apparently a useless exercise since the things are no more under cover. The ministers, in turn having no solid arguments are beating about the bush and are using abusing language particularly against the main opponent Imran Khan. It is not a healthy approach on the part of the ruling class since the issue is of national concern and not politically motivated. Slinging mud on the Shaukat Khanam affairs will do no help to the team of Nawaz Sharif ministers whose language has been below the normal standard during this scuffle. The thing is very simple. If the Prime Minister is genuine in his claim of not having any illegal assets, then why

should he be scare of a fair enquiry into the Panama Leaks as demanded by the Pakistani nation? The Prime Minister seems to be so reluctant to a judicial enquiry that as soon as the three-member commission to probe the affair was announced, it's head, the CJ of Pakistan was send on a week-long tour to Turkey, thus delaying the commencement of the commission's work by at least one week.

As such we need a thorough overhauling in our rank and file with particular attention to the underworld empires like the Panama Papers have uncovered. Every patriot Pakistani wants the surgery that we need so that the contaminated blood is oozed out from the body of the nation which has poisoned the whole structure. The time has come that the big fish are netted and netted well.

It is recalled that the revelations about the involvement of Nawaz's family has not been done by any politician or opposition leader but have come through an outside source which have incriminated grandees at the global level from various countries. The list includes ruler elite, politicians, journalist, industrialist, players, generals, family members of the head of states, film and cricket stars and so on. Unluckily it includes the name of Maryam Nawaz, the daughter of the PM, Hasan and Hussain the sons of Nawaz Sharif. Let us see here some information from the international media.

The basic role played in the revelation is by an anonymous source with the pseudonym 'John Doe' who made the document available to German Newspaper Suddeutsche Zeitung starting early 2015. The scale of the leaks being very big, the Newspaper enlisted the help of International Consortium of Investigative Journalist (ICIJ) which distributed the document for investigation and analysis to 400 journalists at 107 media channels in 76 countries. The first news report based on the papers and 149 of the documents themselves were published on April 3, 2016. The ICIJ plans to publish list of the companies involved in early May 2016. The Panama documents do not list Nawaz Sharif and Shahbaz Sharif as holders of any offshore companies, but the website of the World Bank names two Shell corporations, namely, Shamrock Corp. and Chandron Jersey Pvt. Ltd., both linked to our PM both as the owner and the beneficiary. Anyhow, they do enlist the in-laws of CM Shahbaz Sharif and the 3 offspring of Nawaz Sharif. Maryam, Hassan and Hussain Nawaz have been linked with four companies, Nescol Ltd. Nelson Holding Ltd, Coomber group and Hangon Ltd. These companies purchased during 2006-7 Luxury Real Estate in London. In the Panama Papers Maryam has been shown as the joint owner of the Coomber group with her brother Hussain. These companies have bought Mortgages with 7 million British pounds from Swiss and German Banks and purchased 4 flats in 118 Park Lane London. The second brother Hassan purchased the Hangon Holding and its stock with 5.5 million pounds in 2007. Hangon later on purchased property with the finances of the Bank of Scotland at 1 Hyde Park Place in London. Beside this, Samina Durrani the mother of Shahbaz Sharif second wife and brother of his first wife Alyas Mehraj's names are also enlisted. Anyhow, Alyas Mehraj has denied any ownership of any property there.

The PTI Chief has come out with a demand to investigate the financial matters related to the Prime Minister. He has come with a sound plea that the ruling family himself drains out capital illegally and invests outside the country in the covert businesses. How come that they will convince foreign investors to invest in Pakistan? The leadership of PTI, ANP, Muslim league (Q) and other political parties are demanding the setting up of Judicial Commission under the acting judge of the Supreme Court of Pakistan. However, the government has not taken the matter seriously so far and tries to keep the matter off by one pretext or the other. It is however, sure that the opposition and particularly the chairman PTI will not agree to any enquiry without being headed by the acting judge of the apex court. The late Benazir Bhutto was also a Mossack Fonseca client. The firm set up BVL company Petroline International Inc. for Bhutto, her nephew Hasan Ali Jaffery Bhutto, and her aide and security chief Rehman Malik. Let us see how the country's politicians handle the situation, whether they are going to support each other's corruption or come clean to save the interest of the country. Unfortunately, some so-called religious/political leaders have already announced that they will stand on the back of Nawaz Sharif, *under all circumstances,* who has not so far cleared himself off from the allegations leveled against him.

VOL : 25 Regd. C.P.L NO. 114 No.18
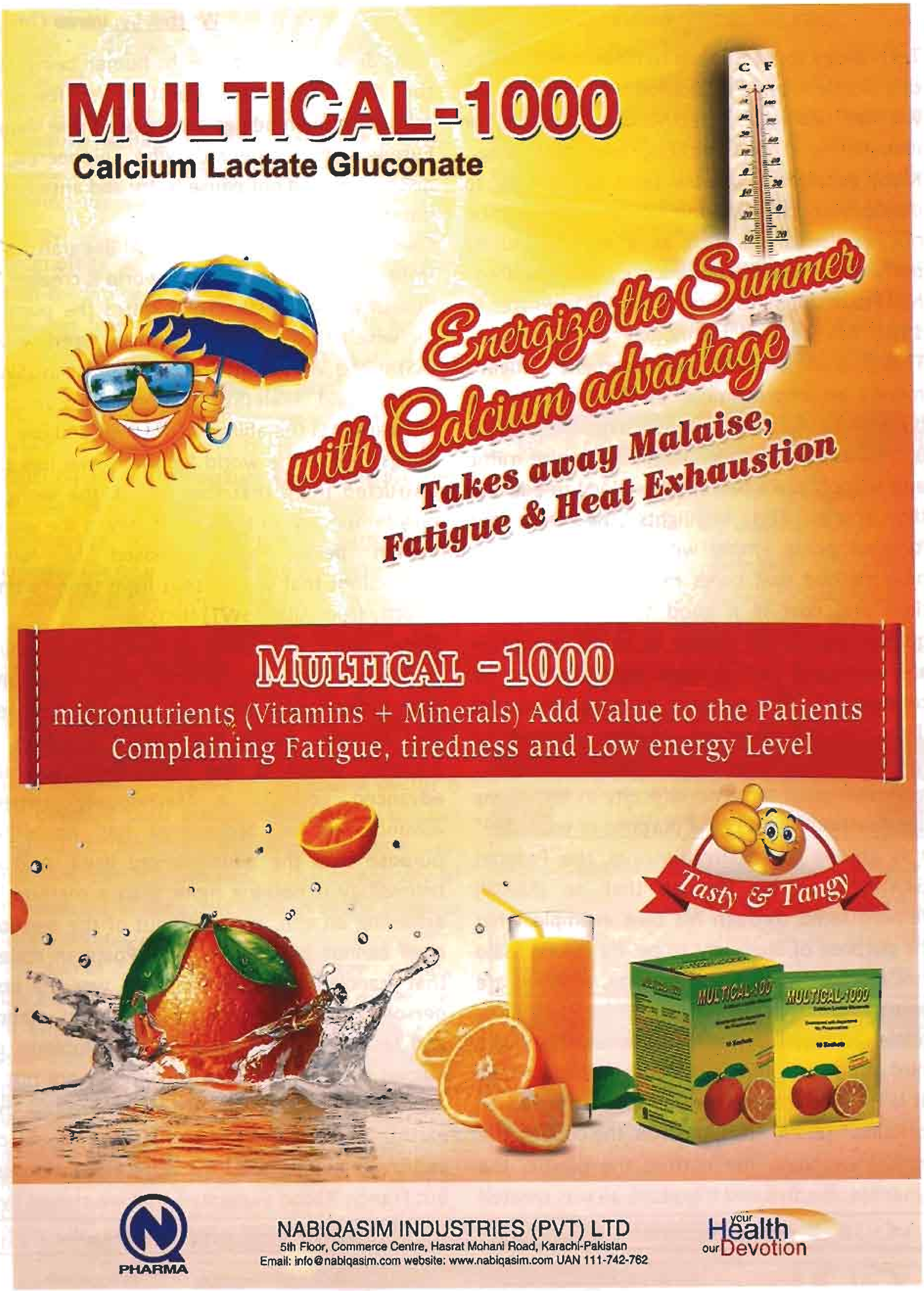
Weekly Nida-e-Khilafat Lahore